بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمال و حسن قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

الفرقان

محرم الحرام ۱۳۸۳

جون ۱۹۶۳ء

ایڈیٹر
ابو العطاء جالندھری

تاریخ اشاعت ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ
قیمت فی پرچہ ساٹھ نئے پیسے

پاکستان و ہندوستان: چھ روپے
دیگر ممالک: تیرہ شلنگ

مجاہد اسلام الحاج جناب مولوی محمد الدین صاحب فاضل شہید احمدیت

یہ فوٹو عربی لباس میں ۱۹۳۰ء کا ہے۔ مولوی صاحب کے دائیں بائیں مکرم وزیر خان صاحب نائک بہاولپوری اور چوہدری رحمت علی صاحب آف پھیروچیچی کھڑے ہیں۔ حالات صفحہ ۹-۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں۔

جناب مولوی بشارت احمد صاحب بشیر انچارج سیرالیون مشن براڈ کاسٹنگ سٹیشن پر برکات رمضان المبارک پر تقریر فرما رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ سنگاپور کے چند افراد مکرم مولانا محمد صادق صاحب فاضل مبلغ (دائیں سے تیسرے بزرگ) کی واپسی پاکستان پر احمدیہ مسجد سنگاپور میں۔ موجودہ انچارج مبلغ مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری دائیں طرف پہلے نمبر پر ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ فُرۡقَانًا

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلّہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

جون ۱۹۶۳ء ؛ محرّم الحرام ۱۳۸۳ھ

(ایڈیٹر)

ابو العطاء جالندھری

سالانہ بدل اشتراک

پاکستان و بھارت .... چھ روپے

دیگر ممالک .... تیرہ شلنگ

فی پرچہ .... دس آنے صرف

بدلِ اشتراک بنام مینیجر پیشگی آنا چاہیئے!

اعزازی اراکین ادارہ

محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب

" قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری

" شیخ مبارک احمد صاحب آف نیروبی

" مولانا محمد سلیم صاحب آف کلکتہ

جلد ۱۳
شمارہ ۶
ماہنامہ الفرقان ربوہ
جون ۱۹۶۳ء
محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

مندرجات

• مسیح کی طبعی موت پر مناظرہ کی مخلصانہ دعوت — ص ۳
• حکومت مغربی پاکستان کا مبارک اور دانشمندانہ فیصلہ — ص ۴
• رسالہ "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کی ضبطی اور واگزاری — (رسائل و اخبارات کے ریویو کا جائزہ اور شکریہ) — ص ۵
• ضبطی کا حکم "ایک غیر منصفانہ فیصلہ" ہے (رسالہ "جدوجہد" کا اعلان) — ص ۸
• ایک شہید کی یاد (نظم) — ص ۹
• احمدیت کے شہید الحاج مولوی محمد دین صاحب کے مختصر حالات — ص ۱۱
• بائیبل کے محرّف حصّے — (صحیح اور غیر صحیح حصّوں کے پرکھنے کے دس اصول) — ص ۱۲
• بہائیت میں عورت کا مقام — ص ۱۴
• مسیحی رسائل و جرائد پر ایک نظر — ص ۱۵
• مسلمانوں میں اتحاد کی راہ — ص ۱۶
• احمدی لوگ اسلامی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہیں — مشہور اہلحدیث عالم جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کا اعلان — ص ۱۸
• ایک مخلصانہ خط اور مفید نصیحت — ص ۲۱
• سورۃ کوثر اور مسلمانوں کا اہم فرض — ص ۲۲
• حضرت امام حسین رضؓ کے متعلق ایک غیر احمدی کا خط اور شیعہ مبلغ مولوی محمد اسمٰعیل آف گوجرہ کا جواب — ص ۲۸
• عیسائیت کے بنیادی عقیدہ الوہیت مسیح پر تحریری مناظرہ (ایک غیر از جماعت محقق کا تبصرہ) — ص ۳۱
• دو مفید اور تازہ رسالے — ص ۳۲
• یاجوج و ماجوج کی زمینی تدبیریں اور خدا تعالیٰ کی آسمانی تقدیریں — ص ۳۴
• میرے ماموں جان اور ان کی یادگار — ص ۳۷
• تحریری مناظرہ کے لئے تحریک — ٹائیٹل ص ۳
• افریقہ میں تبلیغ اسلام پر صدر مملکت کے تاثرات — ″ ص ۷

ضروری اطلاع

اگر اس دائرہ ⓧ میں سُرخ نشان ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ آپ کا چندہ ختم ہے جلد ارسال فرما دیں ورنہ آئندہ رسالہ آپ کے نام وی۔پی ہوگا جسے وصول فرما کر ممنون فرما دیں۔

(مینیجر)

درویشانِ قادیان نمبر

یہ اہم اور قیمتی نمبر ماہ ستمبر ۱۹۶۳ء کا خاص نمبر ہوگا۔ ڈیڑھ صد صفحات پر مشتمل ہوگا۔ متعدد تاریخی فوٹو بھی ہوں گے۔ قیمت دو روپے ہوگی۔ یہ خاص نمبر خریداروں کو انکے سالانہ چندہ چھ روپے میں ہی ملے گا۔

(مینیجر الفرقان ربوہ)

(طابع و ناشر: ابوالعطاء جالندھری ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت: دفتر الفرقان ربوہ ضلع جھنگ)

مسیح کی صلیبی موت پر مناظرہ کی مخلصانہ دعوت

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی صلیبی موت کے بارے میں تین مذاہب کے پیروؤں کے مختلف دعاوی ہیں۔ یہود کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو صلیب پر مار دیا اور استثناء کی کتاب کے مطابق ان کو ملعون ثابت کر دیا۔ عیسائی کہتے ہیں کہ بے شک حضرت مسیح صلیب پر مر گئے مگر وہ ابن اللہ تھے وہ صلیب کی لعنت کو اٹھا کر ہمارے گناہوں کا کفارہ بن گئے۔ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ حضرت مسیح ہرگز مصلوب نہیں ہوئے۔ ان کی صلیبی موت کا عقیدہ سراسر بے بنیاد ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کی صلیبی موت کا خیال اختلاف کی اساس ہے۔ اگر ثابت ہو جائے کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تو یہودیوں کا دعویٰ بھی غلط ثابت ہو جاتا ہے اور موجودہ عیسائیت کی جڑ بھی کٹ جاتی ہے۔

اسی بنا پر ہم نے الوہیت مسیح پر جناب پادری عبدالحق صاحب سے تحریری مناظرہ شائع کرتے ہوئے دیباچہ میں (اکتوبر ۱۹۶۲ء میں) لکھا تھا کہ:۔

> "الحمد للہ کہ الوہیت مسیح کے متعلق یہ مناظرہ ہو گیا ہے اب ہم پادری عبدالحق صاحب بلکہ ہر عیسائی پادری سے اس تحریر کے ذریعہ مزید درخواست کرتے ہیں کہ اگر وہ پسند کریں تو حضرت مسیح کی صلیبی موت پر بھی ایک باقاعدہ تحریری مناظرہ ہو جائے جس میں فریقین کے دلائل اور اعتراضات یکجا طور پر جمع ہو جائیں کیا کوئی پادری صاحب اس کے لئے تیار ہوں گے؟ ہمارا یقین ہے کہ الوہیت مسیح پر اس تحریری مباحثہ کے قارئین کی دلی خواہش ہو گی کہ عیسائیت کے اس بنیادی مسئلہ پر بھی تحریری مناظرہ ہو جائے کہ آیا مسیح صلیب پر فوت ہو گئے تھے؟ کیونکہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تو صلیب کا عقیدہ بالکل پاش پاش ہو جاتا ہے ہم اس مباحثہ کے عیسائی قارئین سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے کسی پادری صاحب کو بالخصوص پادری عبدالحق صاحب کو اس پر آمادہ کرنے کی کوشش فرمائیں گے۔"

اس اعلان پر نو ماہ بیت رہے ہیں مگر عیسائی صاحبان کی طرف سے صدائے برنخاست والا معاملہ ہے ہم آج پھر اس مخلصانہ دعوت کو پیش کر کے عیسائی جرائد سے خاص طور پر درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس اعلان کو شائع فرما کر کسی پادری صاحب کو اس پر آمادہ کرنے کی کوشش فرمائیں۔

خاکسار

ابوالعطاء جالندھری

۶/۳/۶۳

هدیۂ تبریک

حکومتِ مغربی پاکستان کا مبارک اور دانشمندانہ فیصلہ

اَلرُّجُوْعُ اِلَی الْحَقِّ خَیْرٌ مِّنَ التَّمَادِیْ فِی الْبَاطِلِ

الحمد للّٰہ کہ حکومت مغربی پاکستان نے معقول، مبنی بر انصاف اور مدلل احتجاج پر غور کرنے کے بعد آخر وہ حکم واپس لے لیا جس کے رُو سے اُس نے اسلام کے فتح نصیب جرنیل حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی فضیلتِ اسلام ثابت کرنیوالی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کو ضبط قرار دیا تھا۔ ۷ اپریل ۱۹۶۳ء کو ضبطی کا حکم دیا گیا تھا اور اب ۲۰ مئی کو ذیل کا اعلان ہوا ہے :-

"لاہور ۲۰ مئی - ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ گورنر مغربی پاکستان نے (حضرت) مرزا غلام احمد مرحوم (علیہ السلام) کی لکھی ہوئی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کی ضبطی سے متعلق حکم واپس لے لیا ہے (اے پی پی)

(نوائے وقت لاہور ۲۱ مئی ۱۹۶۳ء)

حکومت مغربی پاکستان کے اِس تازہ حکم سے ان لاکھوں لاکھ دردمند مسلمانوں کو دلی مسرت ہوئی ہے جنہیں سابقہ غلط حکم کی وجہ سے انتہائی رنج پہنچ رہا تھا اور جو پاکستان و بیرون پاکستان سے تاروں، خطوط اور اخباری بیانات و اعلانات کے ذریعہ محترم صدر مملکت اور حکومتِ مغربی پاکستان سے ضبطی کے حکم کے متعلق درخواست کر رہے تھے کہ اسے جلد واپس لیا جائے۔

الفرقان کی گزشتہ اشاعت میں احتجاج کے عنوان والے شذرہ میں ہم نے لکھا تھا کہ :-

"ہم پورے زور سے اپیل کرتے ہیں کہ حکومتِ مغربی پاکستان عدل و انصاف کے تقاضا کو پورا کرنے کے لئے اپنے حکم کو واپس لے کر عمدہ مثال قائم کرے۔"

آج ہم حکومتِ مغربی پاکستان کو اِس عمدہ مثال قائم کرنے پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ماتحتوں کو ہدایت دی تھی کہ احساسِ غلطی ہونے پر اسے واپس لینے میں تردد نہ کیا کرو کیونکہ حق کی طرف لوٹ آنا باطل پر مُصر رہنے سے بدرجہا بہتر ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کی اسلامی سلطنت کو دنیا بھر میں ہر پہلو سے مثالی سلطنت بننے کی توفیق بخشے۔ پاکستان پائندہ باد۔ آمین یا رب العالمین +

رسالہ "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کی ضبطی اور واگزاری

رسائل و اخبارات کے رویّہ کا جائزہ اور شکریّہ

دفاعِ اسلام میں مذکورہ بالا رسالہ ۲۲ جون ۱۸۹۷ء کو لکھا گیا۔ ۱۶ اپریل ۱۹۶۲ء تک اس کے سات ایڈیشن اُردو اور انگریزی میں شائع ہوئے۔ یکایک ۱۷ اپریل ۱۹۶۳ء کو مغربی پاکستان کی حکومت نے اسے ضبط قرار دیدیا۔ اس پر اسلام پسند اور دردمند مسلمانوں کی طرف سے احتجاج ہونا لازمی تھا۔ اور وہ ہوا، مدلّل رنگ میں ہوا، اصولی اور تفصیلی طور پر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ حکومت نے ۳۰ مئی ۱۹۶۳ء کو یہ حکم واپس لے لیا ہے۔

اس ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں احمدی جماعت کا **مضطرب** اور بے **چین** ہونا تو طبعی امر تھا کہ ان کے مقدس پیشوا (علیہ السلام) کی ایک مبارک امانت کو چھینے جانے کا فیصلہ کر دیا گیا تھا۔ اشاعتِ اسلام کے ان علمبرداروں کو عیسائیت سے لڑی جانے والی جنگ کے عین میدانِ کارزار میں ایک اہم اور مؤثر ترین روحانی ہتھیار سے محروم کیا جا رہا تھا۔ لیکن احمدیوں کے علاوہ بھی ہزاروں لاکھوں سمجھدار مسلمانوں نے اسلام کے اس شدید نقصان کا احساس کر کے محض للہ حکومت کے غلط اقدام پر احتجاج کیا۔ جزاهم اللہ خیراً۔

اس سلسلہ میں دوسرے اخبارات و رسائل کے رویّہ کا جائزہ لینا اور ان کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ بلاشبہ اس میدان میں دارالسلطنت مغربی پاکستان کے ہفت روزہ "**لاہور**" کو خاص **فضیلت** حاصل ہے کہ اس نے سب سے پہلے حکومت کے غیر دانشمندانہ اقدام پر نوٹس لیا اور نہایت مدلّل طور پر اس ضبطی کے حکم کا غلط ہونا ثابت کیا۔ دراصل اخبار "**لاہور**" ہمیشہ سے حق و صداقت کے لئے سینہ سپر رہا ہے۔ اس موقعہ پر بھی اس نے نہایت عمدہ اور جرأت مندانہ نمونہ قائم کیا ہے۔ ہفت روزہ لاہور کے مدیر شہیر جناب ثاقب زیروی خاص طور پر مستحقِ تبریک ہیں۔ جزاہ اللہ عنّا خیر الجزاء۔

دوسرے مسلمان اخبارات کا رویّہ بھی بالعموم اچھا رہا ہے مگر ہم ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" کے خاص طور پر شکر گزار ہیں۔ اس نے لکھا ہے:۔

> "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب نامی کتاب اس ملک میں گزشتہ پچھتر سال سے بار بار چھپتی اور بکتی چلی آ رہی تھی۔ حامئ دینِ مسیح حکومت برطانیہ

کے دور میں اس کتاب سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا اور نہ اسے عیسائیوں کی دلآزاری کا باعث سمجھا گیا اور نہ ہی اس پر منافرت پھیلانے کا کوئی الزام عائد ہو سکا لیکن اب مسلمانوں کی اپنی حکومت ہے، اب پاکستان میں بڑھتے ہوئے عیسائی اثرات نے اس کتاب کو ضبط کرا دیا ہے۔ ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد"

(تنظیم اہلحدیث لاہور ۲۴ رمئی ۱۹۶۳ء)

اس جگہ ہم یہ کہنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ ہر طبقہ میں کچھ سراپا معاند انسان بھی ہوتے ہیں، اخباری برادری بھی ایسی کالی بھیڑوں سے خالی نہیں ہے۔ عیسائی رسالہ مسیحی خادم گوجرانوالہ لکھتا ہے کہ :-

"آج جبکہ حکومت مغربی پاکستان نے مرزا صاحب کی اس کتاب کی ضبطی کا اعلان کر کے مرزا صاحب کے ساتھ اور جماعت احمدیہ کے ساتھ بڑی ہمدردی کا ثبوت دیا ہے تو بہتر یہی ہے کہ سیخ پا ہونے کی بجائے حکومت مغربی پاکستان کا شکریہ ادا کیا جائے۔" (جون ۱۹۶۳ء صفحہ ۱۵)

ہمیں اس مسیحی رسالہ سے اس شستہ زبانی اور اس "خیر خواہی" سے زیادہ کی توقع بھی نہیں تھی۔ اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے۔

مسلمان اخبارات میں سے سب سے بھونڈا موقف ہفت روزہ چٹان کا ہے۔ جناب شورش کاشمیری خالص احراری انداز میں رقمطراز ہیں کہ :-

"بعض دور اندیش لوگوں نے خیال کیا کہ یہ کسی ڈرامے کا حصہ ہے۔ میرزائی آجکل ادھر ادھر موجود ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کی شہرت جانے اور میرزائیت کا چرچا کرنے اور مسلمانوں میں پیش بٹھانے کہ دیکھو عیسائیت میں میرزا صاحب نے ایسی کتاب لکھی ہے یہ سارا ناٹک رچایا گیا۔ مقصود اس سے میرزائیت کا پروپیگنڈا اور میرزا صاحب کا تذکرہ و بیان معلوم ہوتا ہے۔" (چٹان ۳ رجون ۱۹۶۳ء)

پھر یہ احراری بزرجمہر بجائے اس کے کہ کتاب کا مطالعہ فرماتے، لکھتے ہیں کہ :-

"میرزا صاحب کی اس تصنیف سے اسلام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ اور نہ ماضی قریب میں پہنچا ہے اور ہم یہ علیٰ وجہ البصیرت کہتے ہیں۔"

کیا یہ مسخرہ پن نہیں ہے کہ یورپ و افریقہ میں عیسائیت کو چھوڑ کر اسلام کی آغوش میں آنے والے تو مسلمان یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اس کتاب کو پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں مگر جناب شورش صاحب [illegible] "علیٰ وجہ البصیرت" کا سراسر غلط دعویٰ کرتے ہوئے [illegible] دے رہے ہیں؟ اے کاش! شورش [illegible] صحیح رنگ میں کتاب کو پڑھ کر اس کی افادیت کا اندازہ لگاتے۔

شورش صاحب سے بھی زیادہ قابل رحم حالت جناب مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر المنبر لائلپور کی ہے۔ آپ جب سے جناب مودودی صاحب کی "اسلامی جماعت" کو چھوڑ کر "غیر اسلامی" ہوئے ہیں آپ اکثر احمدیت کے خلاف جلے دل کے پھپھولے پھوڑتے رہتے ہیں۔ اور اس دوران آپ کو بعض حقائق کا بھی اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ آپ نے اپنے افتتاحیہ "قادیانی کتاب کی ضبطی اور واگزاری" میں حکومت پاکستان کو بھی ملاحیاں سنائی ہیں۔ اس مقالہ کے چند اقتباس آپ کے ملاحظہ کے لئے درج ذیل ہیں:-

(الف) "حکومت مغربی پاکستان کی بے تدبیری قابل ماتم ہے کہ اس نے ایک ایسے کتابچے کو ضبطی کے لئے منتخب کیا جو عیسائیوں کے خلاف ہے لیکن آج سے ستر اسی سال قبل شائع ہوا۔ عیسائی حکومت کے زمانے میں دو چار بار چھپا مگر اس نے اسے ضبط نہ کیا۔"

(ب) "تعجب تو نہیں کہ حکومت کے اور کونسے کام ایسے ہیں جو بے تدبیری کے داغ سے پاک ہیں لیکن اس امر کا افسوس ضرور ہے کہ حکومت نے بیٹھے بٹھائے ایک ایسا اقدام کیا جس سے اس کی ساکھ کو سخت نقصان پہنچا۔ اس کی بہت سی کمزوریوں سے پردہ اٹھا اور اس کے سیکرٹریٹ کی نااہلی پر ایک مصدقہ مہر لگ گئی۔"

(ج) "حکومت سے یہ غلطی بھی سرزد ہوئی کہ اس نے قادیانی نبی کے ایسے کتابچے کو ضبط کیا جو عیسائیوں کے خلاف تھا۔"

(د) ایک عامی بھی جانتا ہے کہ قادیانی جماعت اس ملک کی نہ صرف منظم ترین جماعت ہے بلکہ صحیح معنوں میں ربوہ ایک نیم ریاستی نظام کا پایۂ تخت ہے۔"

(ذ) "حکومت کو اس حقیقت سے باخبر ہونا ضروری تھا کہ قادیانی جماعت خواہ دھوکے، فریب اور مغالطے کے ذریعے ہی سہی بہر نوع واقعۃً دنیا کے بیشتر ممالک میں موجود ہے اور ہر ملک کے قادیانی تعداد میں دو چار ہوں یا دو چار سو۔ لازماً اس حکم کے خلاف احتجاج کریں گے۔ وہ برقی تار بھجوائیں گے، اپنے اپنے ملک کے اخبارات و رسائل میں مضامین شائع کرائیں گے اور ہر جگہ سے قراردادوں اور ریزولیوشنوں کا ایک طوفان امڈ آئے گا۔ اگر اس سیلاب کے مقابلے کی ہمت حکومت میں نہیں تھی تو اسے کس پاگل نے کہا تھا کہ وہ رسوائی کو مول لے۔"

(المنبر لائلپور ۲۴ مئی ۱۹۶۳ء)

ہم نے جناب مدیر المنبر کے پانچوں اقتباس ان کے اپنے الفاظ میں درج کر دیئے ہیں حکومت پاکستان سے ان کے قلبی بغض پر بھی ہمیں تعجب ہے لیکن یہ بات اور بھی حیرت انگیز ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ حکومت سے اگر کسی وجہ سے کوئی غلط فیصلہ ہو جائے تو وہ ضد و عناد کو اختیار کرے اور اسے واپس نہ لیا کرے۔ جماعت احمدیہ بے شک ایک منظم جماعت ہے مگر وہ اپنی حکومت کی پوری پوری وفادار ہے اور دل سے پاکستان کی خیر خواہ اور اس کے استحکام کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے والی ہے۔ ربوہ اُن مخلص اور فدائیان اسلام کا مرکز ہے جو **پاکستان** کو اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت عظمیٰ یقین کرتے ہیں اور اسے خدائی تقدیر کا کرشمہ جانتے ہیں۔

اخبارات میں سے ان دو تین مستثنیات کے ساتھ ہم ان تمام اخبارات و رسائل کے شکر گزار ہیں جنہوں نے اسلام کے لئے درد کی بنا پر ہمارے لئے انصاف طلب کیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء +

الفرقان کے خاص معاونین کیلئے درخواست دعا

اہم مضامین کے باعث اس دفعہ ان بزرگ احباب کے اسماء گرامی شائع نہیں ہوئے جنہوں نے دس سالہ خریداری منظور فرما کر الفرقان سے خاص تعاون فرمایا ہے لیکن مجموعی طور پر ان سب کے لئے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے فضلوں سے نوازے اور جزائے خیر بخشے۔ آمین + (مینیجر)

ضبطی کا حکم ایک "غیر منصفانہ فیصلہ" ہے

رسالہ "جدوجہد" لاہور کا اعلان

[صفحہ ۵ والے مضمون کی کتابت ہو چکی تھی کہ لاہور کا ماہنامہ "جدوجہد" بابت جون ۱۹۶۳ء موصول ہوا۔ اس رسالہ کا یہ نوٹ واگزاری کے احکام صادر ہونے سے پہلے لکھا گیا ہے اسے ہم شکریہ کے ساتھ ریکارڈ کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)]

"سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب کی ضبطی کا حکم ایک غیر منصفانہ فیصلہ ہے۔ یہ ایک احمدی فرقہ کا مسئلہ نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کا مشترکہ مسئلہ ہے کیونکہ یہ کتاب اسلام اور پیغمبر اسلام کی عظمت و شان آشکارا کرنے کے لئے اور عیسائی مبلغین کے مخالفانہ و معاندانہ حملوں سے بچاؤ کی خاطر ۱۸۹۷ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے برائے رفاہ عام شائع کی۔ جبکہ انگریزوں کی اپنی حکومت تھی اور عیسائی حکومت تھی۔ ۶۵ سال تک اسے قابل اعتراض نہ سمجھا لیکن تعجب یہ ہے کہ آج دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت نے اسے قابل اعتراض گردان کر ضبط قرار دیا ہے۔ اوّل تو مسلمانوں کے کسی فرقے کو عیسائیوں کے حملوں کا جواب دینے کی ہمت نہیں اور اگر احمدیوں کو یہ توفیق ملی ہے تو حکومت دل شکنی پر تُل گئی ہے۔ یہ علمی بحث ہے اور اس کا جواب علمی رنگ میں دینے کا حق حاصل ہے اس میں دلآزاری کا کوئی پہلو نہیں حکومت سے مؤدبانہ استدعا ہے کہ وہ اس کتابچہ کی ضبطی کا حکم واپس لے کر مسلمانوں کو صحیح علم حاصل کرنے کا موقع دے۔" (جون ۱۹۶۳ء ص۲)

ایک شہید کی یاد

(حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

حسینؑ ابن علیؓ پر رحمت اللہ اکبر ہو کہ ایسے متقی محسن کی گردن زیر خنجر ہو
کٹا دے سر رہِ مولیٰ میں آگے شوق سے بڑھ کر یقیناً ہے وہی مومن جو قربان امرِ حق پر ہو
اگر اے احمدی تُو چاہتا ہے رفعتِ دو اُمم فدا مثلِ ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ ہو
ترا ایمان ہو عبد اللطیفؓ پاک طینت سا کہ پتھر پڑ رہے ہوں اور ذکرِ حق زباں پر ہو
یقیں محکم، عمل پیہم یہ گُر ہیں کامیابی کے انہی پر کاربند انسان منصور و مظفر ہو
عمل ہو بشّروا پر تا نہ دُوری و تنافر ہو ضروری ہے مبلّغ نرمیٔ و الفت کا پیکر ہو
جماعت کی ترقی ہاں انہی اسباب سے ہوگی کہ جن سے زندگی پیدا بہ ایمانِ منوّر ہو
مجھے یاد آئی اپنے اک شہیدِ احمدیت کی جو نکلا گھر سے تا وہ فی سبیل اللہ مبشّر ہو
نہایت نیک خو خوش رو محمد دین نام اُس کا غریقِ بحرِ رحمت یا الٰہی وہ سراسر ہو
وہ وقفِ زندگی کر کے خدا کا ہو گیا یکسر نہ کھایا خوف کچھ اس سے کہ طوفانی سمندر ہو
میں کیسے بھول جاؤں اس فداکارِ محمدؐ کو خصوصاً بوالعطا کا جب برادر جاں برابر ہو
ہے جنت ساقیٔ خُم خانۂ وحدت کے قدموں میں انہی کے زیر سایہ حالتِ اقوام بہتر ہو

پھلے پھولے الٰہی گلشنِ احمدؐ کی پھلواری
بہارِ جاوداں اکمل بہ ہر سُو کیف آور ہو

احمدیت کے شہید الحاج مولوی محمد دین صاحب کے مختصر حالات[1]

(جناب ملک محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ منٹگمری)

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب آف سرڈوعہ کے منجھلے بیٹے اور میرے چھوٹے بھائی تھے۔ والد صاحب مرحوم نے اپنے بھانجے مولانا ابو العطاء صاحب فاضل کی تحریک پر مولوی محمد الدین صاحب کو مدرسہ احمدیہ قادیان میں دینی تعلیم کے لئے داخل کرایا۔ جہاں سے انہوں نے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا اور حضرت اقدس کی ابتدائی تحریک جدید کے زمانہ سنہ ۱۹۳۳ء میں اولین سہ سالہ دور کے لئے اپنے آپ کو وقف کیا اور انہیں تبلیغ کے لئے یورپ میں بلقان سٹیٹس **البانیہ** میں بھیجا گیا۔ مولوی صاحب نے البانیہ کے دارالخلافہ ٹیرانہ کے ایک ہوٹل میں قیام کر کے تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا۔ یہ شاہ احمد زوغو کا زمانہ تھا جس کے آباء مسلمان اور مجاہد تھے مگر شاہ خود بہت حد تک مغربی تہذیب سے متاثر ہو چکا تھا۔ تقریباً چھ سات ماہ کے عرصہ میں علماء ملک نے مولوی صاحب کو البانیہ کیلئے خطرہ کا الارم تصور کیا اور حکومت سے شکایت کر کے ان کو وہاں سے چوبیس گھنٹے کے اندر نکلوا دیا۔ اور مولوی صاحب ملک یوگوسلاویہ کے دارالخلافہ بلغراد جا پہنچے۔ وہاں ایک معزز گھرانہ میں احمدیت کا پیغام پہنچانے میں کامیاب ہو گئے۔ مولوی صاحب کو اس خاندان کے رسوخ کی وجہ سے نقل و حرکت اور تبلیغ میں آسانی پیدا ہوئی اور آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو ایک کتابوں کا مقامی زبان میں ترجمہ کروا کر تقسیم و فروخت شروع کی اور انفرادی ملاقاتوں کے ذریعہ متوسط طبقے کے لوگوں اور غرباء کا تعارف کرایا۔ رفتہ رفتہ یہ سلسلہ شہری حدود سے باہر چل نکلا اور مولوی صاحب نے بلغراد سے باہر جانے کا پروگرام بنایا اور حکومت سے اجازت طلب کی کہ اتنے میں البانیہ سے مولوی صاحب کے اخراج کے کاغذات پہنچ گئے اور مولوی صاحب کو یوگوسلاویہ کی پولیس نے چوبیس گھنٹے کے اندر اپنے حدود سے نکال کر البانیہ میں داخل کر دیا اور البانیہ والوں نے یونان کی ملحقہ سرحد پر انہیں چھوڑ دیا۔ یونانی بندرگاہ سے ایک جہاز اٹلی جا رہا تھا۔ اس جہاز میں جانے کیلئے مولوی صاحب نے اپنے تمام کپڑے اور چند ایک اشیاء فروخت کر کے ٹکٹ خریدا اور اس طرح روم پہنچ گئے۔ وہاں کے مبلغ مولوی محمد شریف صاحب نے مولوی صاحب کا خیر مقدم کیا اور تمام حالات سے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو قادیان میں اطلاع دی۔ اسی اثناء میں اٹلی نے چند مسلمانوں کو حج کے لئے جہاز روانہ کرنا تجویز کیا جس میں مولوی صاحب کو بھی جگہ

[1] فوٹو ٹائٹل صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں (ادارہ)

مل گئی اور مولوی صاحب براستہ قاہرہ (مصر) ایام حج
سے بہت قبل ارضِ حرم میں داخل ہوئے۔ خانہ کعبہ میں
اعتکاف کیا۔ ماہ رمضان مکہ مکرمہ میں گزارا اور حج
کرنے کے بعد حرم کے قرب میں مقیم ہو گئے۔ دو تین ماہ
بعد کسی نے حکومت کے پاس شکایت کر دی کہ مولوی صاحب
احمدی ہیں اور احمدیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ جس پر وہاں
کی پولیس نے انہیں گرفتار کر کے قید کر دیا اور ہندوستانی
کونسل کی وساطت سے مولوی صاحب کی رہائی ہوئی
اور انہیں واپس ہندوستان بھیج دیا گیا۔ یہ تمام عرصہ
۴۴ سال ہو چکا تھا۔ اس عرصۂ غریب الوطنی میں مولوی
صاحب کی غذا چند لقمے تھی۔ مرچ سُرخ کو چھوڑے
ایک زمانہ گذر گیا تھا۔ پان دیکھنا تک نصیب نہ ہوا
تھا۔ گھر پہنچ کر ہر چیز کو بہت قدر و شکر کے ساتھ
کھاتے تھے۔ آہستہ آہستہ بھوک لگنے لگی اور آپ اصلی
خوراک کے پیمانہ تک کھانے لگے۔

شہر انبالہ میں بابو عبدالغنی صاحب مرحوم کی
صاحبزادی سے شادی ہوئی جن سے ایک لڑکا جمال الدین
ہے جو اب کراچی میں زیرِ تعلیم ہے۔

مولوی صاحب کو دوبارہ نظام سلسلہ نے ۱۹۴۲ء
میں براستہ بمبئی ڈربن (افریقہ) کے لئے روانہ
کیا۔ یہ جنگ کے ایام تھے۔ آپ "تلاوہ" نامی جہاز پر
سفر کر رہے تھے کہ ۲۱/۲۲ کی شب کو اچانک تارپیڈو
سے وہ جہاز غرق ہوا اور مولوی صاحب میدان
جہاد میں پہنچنے سے قبل نوجوانی میں اپنے رب کے حضور
حاضر ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مولوی صاحب کی تمام زندگی سادہ اور مسافرانہ
طرز پر بسر ہوئی۔ بچپن سے سیر و سیاحت کا شوق رہا۔
والد صاحب کے ڈاکٹری پیشہ کے تعلق سے خود بھی
طب پڑھی اور ریلوے میں ایک مرگی کے مریض کا بذریعہ
شہد علاج کیا جس سے اُن کی شہرت بطور معالج بڑھ گئی
اور تبلیغ کا راستہ آسان ہو گیا تھا۔

میرے ساتھ اس قدر اُنس تھا کہ بہت کم جُدا ہوتے
تھے۔ چونکہ اُن کی روانگی اچانک ہوئی تھی اس لئے میں اُن
کے ہمراہ بمبئی نہ جا سکا۔ اور انہیں جہاز میں جگہ بھی فوراً
جاتے ہی مل گئی اور میں پہنچ نہ سکا۔ ان کے بعد یوں محسوس
ہوتا تھا کہ ہم کبھی ملے ہی نہ تھے۔ مدتوں ان کی یاد نے
تڑپایا۔ مرحوم کا ایک پسندیدہ شعر یاد آیا ہے؎

حسرت پہ اُس مسافرِ بیکس کی روئیے
جس کا جہاز ڈوبا ہو ساحل کے سامنے

اللہ تعالیٰ مرحوم کو شہداء کی صفِ اوّل میں
جگہ دے۔ ان کے پسماندگان کو احمدیت پر استقامت
بخشے۔ مرحوم کی مفارقت کے بعد والد بزرگوار اکثر سورۂ
یوسف کی تلاوت فرماتے اور آبدیدہ ہو جاتے تھے۔
ان کی قادیان سے ہجرت کے بعد زیادہ دن عمر نے
وفا نہ کی۔ وصیت کی تھی۔ دامن کوہ میں بہشتی مقبرہ
ربوہ میں آخری آرامگاہ ملی +

دردمندانہ درخواست

احباب میرے ماموں زاد بھائی شہید احمدیت الحاج
مولوی محمد الدین صاحب کے رفعِ درجات کے لئے دعا
فرماویں۔ (خاکسار ابوالعطاء)

ایک پادری صاحب کے سوال کا جواب

بائبل کے محرّف حصے

صحیح اور غیر صحیح حصوں کے پرکھنے کے لئے دس اصول

سوال:۔ فیروز والا ضلع گوجرانوالہ سے پادری الیاس ایس مل صاحب مجھے لکھتے ہیں کہ:۔

"جوبات آپ نے کتاب تحریری مناظرہ کے ص۱۲۹ پر لکھی ہے کہ چونکہ ہم بائبل کو محرف کتاب مانتے ہیں اسلئے اسکے غیر صحیح حصے ہم پر حجت نہ ہونگے" اس پر میرے دو سوال ہیں (۱) ان غیر صحیح حصص کا مکمل ذکر فرمایا جائے یعنی یہ کہ کوئی غیر صحیح حصہ باقی نہ رہ جائے (۲) ساتھ ہی صحیح حصص کا معیار پیش کیا جائے تاکہ آئندہ بھی کام دے سکے نیز کیا آپ اپنے اعتقاد و ایمان کی بنیاد قلمبند فرمائیں گے؟"

جواب:۔ ہم نے پادری عبدالحق صاحب کی طرف "تحریری مناظرہ" کے پرچہ دوم میں ۲ کرنتھیوں ۱۲/۳ کے فقرہ "خدا کے کلام میں **آمیزش کرتے ہیں**" کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:۔

"ہمارے لئے اناجیل کا لفظ لفظ حجت نہیں۔ حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ پر نازل شدہ کلام الٰہی تو ضرور حجت ہے مگر پولوس ایسے غیر حواری کے سب کلمات وحی قرار نہیں دیئے جاسکتے۔ چونکہ ہم بائیبل کو محرف کتاب مانتے ہیں اسلئے اسکے غیر صحیح حصے ہم پر حجت نہ ہوں گے۔" (تحریری مناظرہ ص۱۲۹)

یہ عبارت اور اس کا سیاق وسباق بالکل واضح ہے اسی لئے پادری عبدالحق صاحب کو لاجواب ہو کر خاموشی اختیار کرنی پڑی۔ اب جناب پادری الیاس صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ "غیر صحیح حصص" کا مکمل ذکر کیا جائے اور صحیح حصص کا معیار بھی بتا دیا جائے۔ یہ سوال بہت عمدہ ہے۔ ساری بائیبل کو نقل کرنا تو ممکن نہیں چونکہ موجودہ بائیبل کے اکثر بیشتر حصے تاریخی واقعات، نسب ناموں، تضادبیانیوں پر مشتمل ہیں اسلئے ان سب غیر صحیح حصوں کو نقل کرنا ایک بڑی کتاب مرتب کرنے کے مترادف ہے البتہ غیر صحیح کے معیار بتا دینے سے پادری الیاس صاحب خود بخود غیر صحیح حصوں پر نشان لگا سکیں گے اسلئے ہم وہ معیار ذکر کر دیتے ہیں۔ سو عرض ہے کہ (اوّل) جس حصۂ کلام کے متعلق حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ یا کسی اور نبی کی طرف سے یہ نہیں کہا گیا کہ وہ خدا کا کلام ہے وہ واضح طور پر غیر الہامی ہے ہم اُسے الہامی نہیں مان سکتے (دوم) جو حصے بالبداہت غلط ہیں مثلاً اگر موسیٰ پر نازل قرار دی گئی کتاب میں لکھا ہو کہ۔

"سو خداوند کا بندہ موسیٰ خداوند کے حکم کے موافق موآب کی سرزمین میں مر گیا۔ اور اس نے اسے موآب کی ایک وادی میں بیت فغور کے مقابل گاڑا پر آج کے دن تک کوئی اس کی قبر کو نہیں جانتا۔" (استثناء ۳۴/۵-۶)

ایسے تمام حصے الحاقی اور غلط ہیں۔ بائیبل میں اس قسم کی کم و بیش پنتیس[۲۵] آیات ہیں۔ (سوم) بائیبل کے تمام وہ حصے غیر صحیح ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے خلاف بیان ہے اور کسی انسان یا جانور کو خدا، خدا کا بیٹا، یا اِلٰہ قرار دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں پادری اکبر مسیح صاحب کا یہ بیان بھی قابل توجہ ہے لکھا ہے کہ:۔

"تقریباً وہ کُل آیات جو اُلوہیت مسیح پر قطعی سمجھی جاتی ہیں اسی طرح غلط متن اور غلط ترجمہ پر مبنی ہیں۔"

(چہارم) بائیبل کے تمام وہ حصے غیر صحیح ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی شان کے منافی باتیں اس کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔ مثلاً یہ کہا گیا ہے کہ خداوند پچھتایا۔ وغیرہ (پنجم) بائیبل کے تمام وہ حصے غیر صحیح ہیں جن میں پاک اور مقدس نبیوں پر جھوٹ یا چوری اور بدکاری وغیرہ کے گندے اور ناپاک الزام لگائے گئے ہیں۔ یاد رہے کہ بائیبل میں ایسے حصے کثیر تعداد میں ہیں۔ (ششم) بائیبل کے تمام وہ حصے غیر صحیح ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے واضح قانونِ قدرت کے خلاف باتیں درج ہیں حتیٰ کہ بعض باتیں مشاہدہ کے خلاف مذکور ہیں۔ ایسے حوالے بھی متعدد ہیں۔ (ہفتم) بائیبل کے تمام وہ حصے غیر صحیح ہیں جو بلحاظ واقعات باہم متضاد اور متناقض ہیں کیونکہ کلام الٰہی میں تضاد نہیں ہو سکتا۔ ایسے متضاد بیانات بھی بائیبل میں بکثرت ہیں۔ (ہشتم) بائیبل کے تمام وہ حصے جو فطرتِ انسانی کے خلاف ہیں سراسر غیر صحیح ہیں۔ مثلاً بائیبل نے نیوگ کی جو گندی تعلیم دی ہے (پیدائش ۳۸) اسے کون غیرت مند مسیحی صحیح قرار دے سکتا ہے۔ بائیبل میں ایسی تعلیمات بھی متعدد ہیں۔ (نہم) بائیبل کے تمام وہ حصے غیر صحیح ہیں جن میں اسلام اور بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وارد شدہ پیشگوئیوں میں عیسائی اور یہودی تحریف کرتے رہے ہیں اور آج بھی بعض تحریفات کرتے رہتے ہیں۔ (دہم) بائیبل کے تمام وہ حصے غیر صحیح ہیں جن کے متعلق خود مسیحی محققین کی صحیح تحقیق سے بھی یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ وہ غلط اور بعد کے ایزاد کردہ ہیں۔ اس میں بائیبل کی غلط پیشگوئیاں بھی شامل ہیں۔

پس بائیبل کے صحیح اور غیر صحیح حصوں کو علیحدہ علیحدہ کرنے کے لئے یہ دس اصول پیش ہیں۔ ان کی روشنی میں الحاقی اور غیر الحاقی حصے بالکل الگ الگ کئے جا سکتے ہیں۔ امید ہے کہ پادری الیاس صاحب کے لئے اب کوئی دقت نہ رہے گی۔

ہمارے ایمان و اعتقاد کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا قطعی اور یقینی کلام ہے جس کا کلام ہونا روزِ روشن کی طرح واضح **بیّنات** اور **عقلی دلائل** سے ثابت ہوتا ہے۔ افسوس کہ بائیبل کے اکثر حصے اِس معیار پر کلامِ خدا قرار نہیں پا سکتے +

ضروری قواعد

۱۔ رسالہ کی قیمت چھ روپے سالانہ پیشگی بھیجنا لازمی ہے۔

۲۔ رسالہ نہ ملنے کی صورت میں بیس تاریخ سے پہلے اطلاع آنے پر دوبارہ رسالہ بھیجا جائے گا بشرطیکہ پوسٹ ماسٹر صاحب جنرل لاہور کو بھی ایک شکایتی کارڈ لکھا جائے۔ ہم دس تاریخ کو سب رسالے پوری طرح چیک کر کے پوسٹ کرتے ہیں + (مینیجر)

بہائیت میں عورت کا مقام

بہائیوں نے اپنے بانی جناب بہاء اللہ کے نظریات کو ترک کرتے ہوئے مغربی ممالک کی غلط آزادروی کو اپنا کر مشہور کر رکھا ہے کہ ان کے مذہب میں عورتوں کو مردوں کے ساتھ **کامل مساوات** حاصل ہے اور بغیر کسی قسم کی تفریق کے وہ عورتوں کو مردوں کے برابر سمجھتے ہیں لیکن بہائیت کا سرسری مطالعہ کرنے والا بھی جانتا ہے کہ ان کا یہ دعویٰ ہرگز درست نہیں ہے۔ جناب بہاء اللہ نے اپنی جانشینی کے لئے اپنے لڑکوں کو تو یکے بعد دیگرے نامزد کیا مگر اپنی لڑکی کو یہ حق عطا نہ کیا اور آج تک بہائیوں کے ہاں کبھی کسی عورت کو اپنا رئیس اعلیٰ مقرر نہیں کیا گیا۔

اسی سلسلہ میں آج ہم جناب بہاء اللہ کے صرف دو حوالے درج ذیل کرتے ہیں جن سے واضح ہے کہ بہائیوں کے ہاں عورتوں کا اصل درجہ کیا ہے:۔

اوّل: "قد کتب اللہ علیکم النکاح ایاکم
ان تجاوزوا عن الاثنتین والذی
اقتنع بواحدة من الاماء استراحت
نفسه ونفسها ومن اتخذ بکراً لخدمته
لا بأس علیه کذلک کان الامر من
قلم الوحی بالحق مرقوماً۔" (اقدس ۱۳۱)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر نکاح فرض کیا ہے۔ دو عورتوں سے زیادہ سے شادی نہ کرو جو ایک ہی لونڈی پر قناعت کرے تو اس کا دل بھی خوش رہے گا اور اس کی بیوی کا بھی۔ اور جو شخص اپنی خدمت کے لئے کسی کنواری لڑکی کو اختیار کر لے اس پر بھی کوئی حرج نہیں۔ وحی کی قلم سے حق کے ساتھ یہی امر لکھا گیا ہے۔"

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ بہائیوں کے لئے ایک وقت میں دو بیویوں کی اجازت ہے۔ اگر تعدد ازدواج کا مسئلہ عورتوں کی مساوات کے منافی ہے تو عج این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند۔ اہم ترین اور خاص توجہ کے قابل یہ حکم ہے کہ کنواری لڑکی کو بطور خادم رکھنا چاہیئے۔ کیا کوئی بہائی اس کی حکمت بتا سکتا ہے؟

دوم۔ وراثت کے ذکر پر جناب بہاء اللہ لکھتے ہیں:۔

"وجعلنا الدار المسکونة
والالبسة المخصوصة للذریة
من الذکران دون الاناث۔" (اقدس ۵۶)

ترجمہ: ہم نے رہائشی مکانات اور خاص کپڑے اولاد میں سے صرف لڑکوں کے لئے مخصوص کر دیئے ہیں لڑکیوں کا ان میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔"

اس سے ظاہر ہے کہ بہائیت نے لڑکیوں کو وراثت کے اہم ترین حصہ میں حصہ دار بننے سے محروم کر دیا ہے کیا اس کے باوجود یہ کہنا درست ہے کہ بہائیت عورت کو پوری مساوات دیتی ہے؟

مسیحی رسائل و جرائد پر ایک نظر

۱- مسیحی مذہب کی بنیاد

جناب پادری پی۔ تھورمن لکھتے ہیں کہ :-

"مسیحی مذہب کی بنیاد مسیح کے صلیب کے اوپر مر جانے
اور دوبارہ مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی حقیقت پر ہی
قائم و دائم ہے۔" (ماہنامہ اخوت لاہور مئی ۱۹۶۳ء صفحہ ۲)

مسیح کے دوبارہ زندہ ہونے کا سوال تو تب پیدا ہوگا جب پہلے ان کا صلیب پر مرنا ثابت ہو لیں در اصل موجودہ مسیحی مذہب کی بنیاد مسیح کی صلیبی موت پر ہے۔

۲- صلیب کی لعنت

عیسائی رسالہ "مسیحی خادم" گوجرانوالہ لکھتا ہے ؎

ہم عاصیانِ دہر کے فدیہ کے واسطے
حق نے اٹھائی شوق سے لعنت صلیب کی

(مسیحی خادم مئی ۱۹۶۳ء صفحہ ۴)

گویا عیسائیوں کے نزدیک وہ لعنت جو گناہ گاروں کے لئے مقرر ہے صلیبی موت کے ذریعہ مسیح نے شوق سے اٹھالی۔ گویا (معاذ اللہ) وہ اس لعنت کے نیچے آ گئے۔ اس طرح عیسائی اپنے لئے اباحت کا دروازہ کھولنے کی خاطر سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام کو ملعون ٹھہراتے ہیں جو انتہائی ظلم ہے۔

۳- حواری ڈر کر بھاگ گئے

عیسائی شاعر کہتا ہے ؎

ڈر کے مارے بھاگ اُٹھے اس کو تنہا چھوڑ کر
وہ جنہیں سمجھا تھا آقا رازدانِ کلوری

(اخوت ایسٹر نمبر صفحہ ۱)

اس سے ظاہر ہے کہ نہ مسیح علم غیب رکھتے تھے ورنہ حواریوں کے متعلق ایسا نہ سمجھتے اور نہ ہی انکی قوتِ قدسیہ زیادہ شاندار تھی ورنہ اس درخت کو ایسے پھل نہ لگتے۔ پس مسیح کی الوہیت کا خیال سراسر بے بنیاد ہے۔

۴- عیسائیوں کے منصوبے

جن دنوں حکومت مغربی پاکستان نے کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" ضبط قرار دے رکھا تھا ان دنوں کی مندرجہ ذیل تحریر عیسائیوں کے ناپاک منصوبوں کی غمازی کرتی ہے لکھا ہے :-

"ابھی موقع ہے کہ خود جماعت احمدیہ مرزا صاحب کی ایسی
تمام تحریروں پر جس میں حشیمہ مسیحی جیسی کثیر کتابیں شامل ہیں
اشاعت کی پابندی کا اعلان کر کے نیک قدم اٹھائیں۔"
(مسیحی خادم گوجرانوالہ جون ۱۹۶۳ء صفحہ ۱۵)

ہم یہ تحریر عام مسلمانوں کی عموماً اور جماعت احمدیہ کی خصوصاً توجہ اور بیداری کیلئے شائع کر رہے ہیں۔ دعا ہے کفی اللّٰہ المؤمنین القتال واخزی اعدائہ واعداء دینہ الحنیف۔ آمین +

عاشورہ پر شیعہ سنی فسادات!

مسلمانوں میں اتحاد کی راہ

۱۰ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ کو شیعوں کے ماتمی جلوسوں کے سلسلے میں مغربی پاکستان کے متعدد شہروں میں جو بھیانک فسادات ہوئے جن میں مسلمانوں کو نہایت بے دردی سے قتل کیا گیا اور جائدادوں کو تباہ کیا گیا وہ سخت المناک بلکہ انتہائی شرمناک ہیں تاہم یہ بات باعثِ تسلی ہے کہ حکومت پوری بیدار مغزی سے ان فسادات کے سرچشمہ کو تلاش کر کے مکمل سدِ باب پر کمربستہ ہو گئی ہے اور ملک کے تمام بہی خواہ ان شرمناک افعال سے بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے صدرِ مملکت کی خصوصی توجہ سے یہ فتنہ ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائے گا اور شیعوں اور سنیوں کو اپنے اپنے حلقہ میں اپنی مذہبی عبادات اور رسوم بجا لانے کی پوری پوری آزادی حاصل ہو گی۔

در حقیقت ساری بد قسمتی یہ ہے کہ ہمارے ملک میں ایک ایسا عنصر موجود ہے جو مذہب کے نام پر کشت و خون کرنے کا علمبردار ہے۔ یہی عنصر تھا جس نے ۵۳ء میں پنجاب میں جماعت احمدیہ کے خلاف فسادات کی آگ بھڑکائی تھی اور پُرامن شہریوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تھا۔ یہ درست ہے کہ اُسوقت کی حکومت نے ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کر کے تحقیق کروائی مگر افسوس صد افسوس کہ عدالتی تحقیق کے نتیجہ میں ثابت شدہ مجرموں سے آج تک کوئی بازپرس نہیں ہوئی۔ کیونکہ احمدی تھوڑے اور امن پسند ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ اگر اُس موقع پر صحیح قدم اٹھایا جاتا تو ملک کو یہ روزِ بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ مگر افسوس کہ مظلوم احمدیوں کی قربانی اور مظلومیت اصحاب اقتدار کو اس طرف متوجہ نہیں کر سکی۔

روزنامہ نوائے وقت کے مدیر لکھتے ہیں کہ:—

"پندرہ برس پیشتر قائداعظم علیہ الرحمہ نے
شیعہ، سُنی، وہابی، دیوبندی اور بریلوی کا
فرق مٹا کر پاکستان حاصل کیا تھا لیکن اب
ملت اسلامیہ پاکستان اپنے عظیم راہنما
کے سبق کو بھلا کر اپنی وحدت کو پارہ پارہ کرنے
پر تُلی ہوئی ہے۔" (۴ جون ۱۹۶۳ء)

ہمارے نزدیک جناب قائداعظم نے ہر مسلمان کہلانے والے کو پاکستان بنانے میں اپنے ساتھ رکھا تھا مگر ان کی وفات کے بعد خود غرض لیڈروں، اخبار نویسوں اور مولویوں نے اس ملک میں دھاندلی مچا کر فسادات کی آگ بھڑکائی۔ ۵۲-۵۳ء سے یہ فتنہ شدت سے شروع ہے۔ ضرورت اس امر کی تھی اور ہے کہ ملک کے خیرخواہ جرأت کر کے اس اصول کو پھر اپنائیں جسے جناب قائداعظم مرحوم نے کمال سیاسی فراست سے کام لیکر اپنایا تھا۔ کہ ہر مسلمان کہلانے والا مسلمان ہے صرف چند فرقوں کے ہی نام نہ لئے جاویں احمدیوں کو بھی ان میں شامل کیا جائے۔ یہی وہ راہ ہے جس سے مسلمانوں میں اتحاد ہو سکتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین ✣

"احمدی لوگ اسلامی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہیں"!

مسلم لیگ میں احمدیوں کی شمولیت اس بات کی دلیل ہے کہ مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے

مشہور اہلحدیث عالم جناب مولانا میر محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی مرحوم کا اعلان اور انعامی چیلنج

(از قلم جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد مورخ سلسلہ احمدیہ)

۱۹۴۵ء کی بات ہے کہ مولانا ابوالکلام صاحب آزاد نے (جو اُن دنوں صدر کانگرس بھی تھے) سرینگر سے اپنے کسی معتقد کو ایک خط لکھا۔ یہ خط ایسے وقت میں لکھا گیا جبکہ صوبائی الیکشن عنقریب ہونے والے تھے اور یہ فیصلہ ہونے والا تھا کہ مسلمان مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو کر پاکستان بنانا چاہتے ہیں یا کانگرس اور اس کے آلۂ کار علماء کا ساتھ دیتے ہیں۔ مولانا آزاد نے اس خط میں قرآن و حدیث سے کانگرس میں شمولیت پر "شرعی جواز و اسناد" پیش کئے اور غالباً جماعت احمدیہ کے مسلم لیگ سے اشتراک عمل پر بھی اشارۃً اعتراض اٹھایا!! اس مکتوب کو اشتہارات کی شکل میں ملک کے طول و عرض میں خوب اچھالا گیا۔ ساتھ ہی "جمعیۃ علماء صوبہ دہلی" اور "اراکین مرکزی مسلم پارلیمنٹری بورڈ" کی طرف سے متعدد پمفلٹ شائع کئے گئے کہ "پاکستان انگریزی ایجنٹوں کا فریب ہے" نیز مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنے کے لئے "مسٹر جناح کی انانیت" کے عنوان سے لکھا کہ:-

"آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ لاہور ۱۹۴۴ء میں مولوی عبدالحامد صاحب بدایونی نے ایک قرارداد پیش کرنی چاہی جس کا مقصد یہ تھا کہ قادیانیوں کو مسلم لیگ کی رکنیت سے خارج کر دیا جائے کیونکہ یہ لوگ باتفاق علماء دائرۂ اسلام سے خارج ہیں لیکن مسٹر جناح نے اپنے آمرانہ اقتدار سے اس قرارداد کو پیش نہیں ہونے دیا۔"

اس تمام تر پراپیگنڈے کا مقصد صرف یہ تھا کہ مسلم لیگ کو بدنام کر کے تحریک پاکستان کو ناکام بنا دیا جائے۔

مشہور اہلحدیث عالم مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی اس صورتِ حال کو دیکھ کر بہت متوحش ہوئے اور آپ نے مولانا ابوالکلام آزاد کے خط پر "افحام العوام

"رمن مجاۃ ابی الکلام" کے عنوان سے کلکتہ میں ایک محققانہ و عالمانہ تنقید شائع کی جس میں احراری و کانگرسی علماء کے دلائل کا کمال صفائی سے رد کرنے کے بعد مولانا آزاد کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا:-

"مولانا صاحب میں نہایت ادب سے کہتا ہوں کہ آپ مناظر نہیں ہیں۔ آپ صرف اسی سٹیج پر تقریر فرماتے رہے ہیں جس میں سننے والے آپ کے شیدائی اور ماننے والے فدائی حاضر ہوتے تھے۔ آپ نے کسی ایسی سٹیج پر قدم نہیں رکھا جو کسی مخالف کے مقابلہ میں ہو اس لئے آپ خیال نہیں فرما سکتے کہ میرے کلام پر کیا کیا تنقید کی جا سکتی ہے اسی لئے تو آپ نے لاہوری احمدیوں کے مقابلہ میں حدیث مجدد دین کی نسبت کہدیا تھا ہم نہیں جانتے کہ مجدد کیا بلا ہوتی ہے۔ (آغا تیغ دزبان کن) جناب والا یہ حدیث باتفاق کل حفاظ صحیح ہے (حجج الکرامہ) لیکن احمدیوں کے مقابلہ میں آپ عاجز آگئے اور جلالت و خفگی میں آکر حدیث کی تحقیر کر دی ..... اس موقع پر میں بطور دفع دخل مقدر اس مشکل کو بھی حل کر دوں اور لطف یہ کہ آپ ہی کی تصریح و تحریر سے حل کروں گا۔ میرے ایک مخلص دوست کے فرزند ارجمند لیکن گستاخ حافظ محمد صادق سیالکوٹی نے احمدیوں کے مسلم لیگ سے موافقت کرنے کے متعلق اعتراض کیا ہے اور ایک اور امرتسری شخص نے بھی پوچھا ہے۔ سو ان کو معلوم ہو کہ اول تو میں احمدیوں کی شرکت کا ذمہ دار نہیں ہوں کیونکہ میں تو مسلم لیگ کا کوئی عہدیدار ہوں اور نہ اُن کے یا کسی دیگر کے ٹکٹ پر ممبری کا امیدوار ہوں کہ جواب میرے ذمہ ہو۔ دیگر یہ کہ احمدیوں کا اس اسلامی جھنڈے کے نیچے آجانا اس کی دلیل ہے کہ واقعی مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے وجہ یہ کہ احمدی لوگ کانگرس میں تو شامل ہو نہیں سکتے کیونکہ وہ خالص مسلمانوں کی جماعت نہیں ہے اور نہ احرار میں شامل ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ سب مسلمانوں کیلئے نہیں بلکہ صرف اپنی احراری جماعت کے لئے لڑتے ہیں جن کی امداد پر کانگرسی جماعت ہے اور حدیث الدین النصیحة کی تفصیل میں خود رسول مقبولؐ نے عامہ مسلمین کی خیر خواہی کو شمار کیا ہے۔

(صحیح مسلم)

ہاں اسوقت مسلم لیگ

ہی ایک ایسی جماعت ہے جو
خالص مسلمانوں کی ہے اس
میں مسلمانوں کے سب فرقے
شامل ہیں پس احمدی صاحبان
بھی اپنے آپ کو ایک اسلامی
فرقہ جانتے ہوئے اس میں
شامل ہو گئے جس طرح کہ اہلحدیث
اور حنفی اور شیعہ وغیرہم شامل
ہوئے اور اس امر کا اقرار کہ
احمدی لوگ اسلامی فرقوں میں
سے ایک فرقہ ہیں مولانا ابوالکلام
صاحب کو بھی ہے اُن سے
پوچھئے اگر وہ انکار کریں گے
تو ہم ان کی تحریروں سے
دکھا دیں گے۔"

اس مضمون کے بعد مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے اخبار احسان (۲ر جنوری ۱۹۴۶ء) میں یہ انعامی چیلنج بھی دیا کہ:-

"جو شخص قرآن و حدیث کے رُو سے
یہ بات ثابت کر دے کہ اہلِ اسلام کے
مختلف فرقے جو حضرت رسول کریم
علیہ آلاف التحیۃ والتسلیم کی نبوت پر
اور قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے
پر ایمان رکھتے ہیں اور اہلِ اسلام کی
حفاظت اور غیر مسلموں کی دستبرد سے
بچنے کے لئے ایک نظام میں منسلک
ہو جائیں اور پرہیزگار اور گناہگار
سب مسلمان ایک ہی پلیٹ فارم پر
جمع ہو جائیں اور پرہیزگار اپنی
پرہیزگاری کی سعادت اِس امر
میں جانیں کہ اسلام اور اہلِ اسلام
غیروں کے تغلب و تسلط سے آزاد
ہو جائیں اور آزاد رہیں اور گناہگار
اس جذبۂ ایمانی کی مساعی کو اپنے
گناہوں کی معافی کا موجب سمجھیں اور
اسے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم
اور اس کی بخشش و عفو کا سبب
جانیں تو مسلمانوں کے ایسے اتفاق و
اجماع کی صورت میں جماعت اہلحدیث
کو اس (مسلم لیگ) میں منسلک ہونا
جائز نہیں کیونکہ اس میں **قادیانی اور**
شیعہ اور اسماعیلی اور بریلوی
شامل ہیں کیا ان صاحبان کو معلوم
نہیں کہ ان سب فرقہ ہائے اسلامیہ
کا اجتماع کسی فرقہ کی امتیازی
بدعت پر نہیں بلکہ کلمۂ توحید
کے قائلین اور رسالت محمدیہ
صلعم کے مومنین کی حفاظت
کے لئے ہوا ہے پھر اس کی
شمولیت ممنوع کیوں ہے؟

دیگر یہ کہ اگر کوئی ایسی مجلس ہو جو کسی بدعت کے لئے منعقد نہیں ہوئی بلکہ جائز اور مسنون امر کے لئے اس کا انعقاد ہوا ہو اور اس میں سنی اور بدعتی ملے جلے ہوں اور کوئی شخص باہر سے آئے تو وہ آنے والا شخص اس مجلس پر سلام مسنون کہے یا نہ کہے؟ صحیح بخاری میں اور اس کی شرح فتح الباری میں اس کے متعلق کیا لکھا ہے۔ صحیح بخاری کا درس دینے والے کانگرسی اہلحدیث اور دیوبندی علماء اس کا جواب دیں۔ مسلم لیگ کی شمولیت کی ممانعت ثابت کرنے والے ایسے خوش فہم اور روشن دماغ مولوی صاحب کی خدمت میں مبلغ ایک ہزار روپیہ بعد فیصلہ حکم تسلیم کردہ فریقین پیش کر دیا جائے گا۔" (مجموعہ مضامین مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی صفحہ ۱۱۹ تا ۱۲۱)

مندرجہ بالا مضمون اور اعلان پر گو اٹھائیس برس بیت رہے ہیں مگر اس کی افادیت و عظمت آج بھی برابر قائم ہے جہاں یہ اتحاد المسلمین کا یہ نظریہ و موقف **قیام پاکستان** کا روح رواں ثابت ہوا وہاں اب اسے **تعمیر پاکستان** میں ایک اساسی نظریہ و عقیدہ کی دوامی حیثیت حاصل ہو چکی ہے اور جماعت احمدیہ کو بجا طور پر فخر ہے کہ اس کے مقدس امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۹۲۳ء سے اتحاد اسلامی کی تحریک کرتے ہوئے مسلمانوں پر زور دیتے آ رہے ہیں کہ:-

"قومی ترقی چاہتے ہو تو مشترک امور میں ایک ہو جاؤ..... ..... دنیاوی اور سیاسی معاملات میں بلا خیال فرقہ کے ایک ہو جانا چاہیئے۔ تاکہ ہمارے مطالبہ میں قوت اور اثر پیدا ہو..... اس بات کو اچھی طرح یاد رکھو کہ اختلاف مٹا نہیں کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے رحمۃ للعالمین وجود کے آنے پر بھی اختلاف رہا اس لئے کہ وہ طبعی چیز ہے آنحضرتؐ نے جب اختلاف اُمّتی رحمۃ فرمایا تو اس سے ڈرنا اور گھبرانا کیوں؟ اختلاف کو رحمت بناؤ نہ کہ لعنت..... بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب ایک دوسرے کو کافر کہنے کا سوال ہے تو اتحاد کیسے ہو؟ میں کہتا ہوں کہ یہ اعتراض غلط ہے۔ ایک شیعہ اگر منارہ پر چڑھ کر دس ہزار مرتبہ کافر کہے یا کوئی اور دوسرے کو کافر کہے تو اس سے اتحاد پر

اثر نہیں پڑنا چاہیئے ......

..... میری بات کو اچھی طرح سمجھ لو۔ میرا فیصلہ یہ ہے کہ جو فرقہ اپنے آپ کو مسلم کہتا ہے اور قرآن مجید کی شریعت کو منسوخ قرار نہیں دیتا اُس سے اتحاد کر لو۔ قومی برکات اور انعام قومی اتحاد کی روح سے وابستہ ہے۔"

(لیکچر شملہ صفحہ ۲۸-۲۹)

اے کاش فرقہ وارانہ سے شائق حضرات اِس ناقابلِ فراموش حقیقت پر سنجیدگی اور متانت سے غور و فکر فرمائیں اور دلی کثافتوں کو دھو ڈالیں تا پاکستان ہی نہیں پورا عالَمِ اسلام قرآن مجید کے پیش کردہ نظامِ اخوت سے منسلک ہو جائے اور تمام دنیا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم تلے جمع ہو جائے کہ یہی جماعت احمدیہ کے قیام اور حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصدِ وحید ہے جس کا مولانا ظفر علی خاں آف زمیندار جیسے معاندِ احمدیت نے بھی کھلا اعتراف کیا۔ چنانچہ انہوں نے لکھا :-

"جناب مرزا غلام احمد قادیانی ...کی زندگی کا ایک بڑا مقصد آپ کے متعدد دعاوی کے لحاظ سے جو تحریر میں آچکے ہیں مسلمانوں میں **وحدت** قائم کرنا تھا۔"

(اخبار ستارۂ صبح ۹ دسمبر ۱۹۱۶ء بحوالہ رسالہ "مولانا ظفر علی خاں کی گرفتاری" از حبیب الرحمٰن کابلی)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ٭

ایک مخلصانہ خط اور مفید نسخہ

مکرم جناب خواجہ محمد اقبال صاحب مظفر آباد آزاد کشمیر سے تحریر فرماتے ہیں :-

"مکرمی و محترمی مولنا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار "الفضل" میں آپ کی روانگی ڈھاکہ اور بیماری اور واپسی نیز الفرقان ماہ مئی ۱۹۶۲ء میں بھی پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور درخواستِ دعا کی کہ اے اللہ تعالیٰ اسلام کے اس جرنیل کو جن کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خالد قرار دیا ہوا ہے صحت بخشیو۔ اسلام اور احمدیت کی خدمتِ مزید کے لئے لمبی عمر عطا فرمائیو۔ آمین

جب سے "خالد" کا خطاب ملا ہے ہر روز نماز میں آپ مجاہدان کے واسطے دعا گو رہتا ہوں۔ آپکی بیماری بلڈ پریشر کے متعلق عرض ہے کہ میں بھی اس کا بیمار رہا ہوں۔ میں نے ایک بڑے قابل ڈاکٹر کی ہدایات پر عمل کیا تو خدا تعالےٰ کے فضل سے صحت ہو گئی ہے۔ اسی طرح ایک دو اور احباب کو اِس علاج سے صحت ہوئی ہے جو کہ بالکل معمولی سا علاج ہے آپ ہر روز صبح کوئی شئے کھانے سے قبل ایک گلاس شہد کے شربت کا پیا کریں۔ اِس طرح اِن تمام گرمیوں میں بلکہ نومبر تک ہر روز پیا کریں اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحت ہو جائیگی مگر ستو اترا اور شہد خالص ہو۔ اس میں چینی وغیرہ کی ملاوٹ نہ ہو۔ مرغن غذا اور زیادہ چاول سے پرہیز کریں۔ یہ بہترین علاج ہے۔ کریں اور ضرور کریں۔ اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائیگا اسی سلسلہ میں یہ خط تحریر کرنے کی تحریک ہوئی ہے۔ فقط والسلام خاکسار کے واسطے دعا فرماتے رہا کریں" ٭

عشرۂ محرّم اور مسلمانوں کا اہم فرض!

(جناب سیّد احمد علی صاحب سیالکوٹی مربّی جماعت احمدیہ سرگودھا)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ یعنی تمہارے لئے یقیناً ان اہلِ ایمان لوگوں کی ذات میں پاک نمونہ ہے۔ یہ نمونہ اس شخص کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت سے ڈرتا ہے اور جو اُن لوگوں کے طرزِ عمل سے روگردانی کرے تو یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ غنی اور بہت تعریف والا ہے (سورۃ ممتحنہ ع ۱)

حضرت امام حسینؓ ایک نہایت مقدس امام تھے۔ جماعت احمدیہ کا یہی اعتقاد ہے۔ خود حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ طاہر و مطہر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بلاشبہ ان برگزیدوں میں سے ہیں جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کرتا ہے۔ آپ ان سردارانِ بہشت میں سے ہیں جن سے ذرہ بھی کینہ و بغض رکھنا موجبِ سلبِ ایمان ہے۔ اِس امام کا تقویٰ، محبتِ الٰہی، صبر و استقامت اور زہد و عبادت ہمارے لئے اُسوۂ حسنہ ہے۔ اور ہم اس امام معصوم کی ہدایت کی اقتدا کرنے والے ہیں۔ تباہ ہوگیا وہ دل جو آپ کا دشمن ہے اور کامیاب ہوگیا وہ دل جو عملی رنگ میں آپ سے محبت کا اظہار کرتا ہے۔ (ملخّص از اشتہار ۸ر اکتوبر ۱۹۰۵ء)

اب غور طلب امر یہ ہے کہ کیا حضرت امام حسینؓ کا مرتبہ اور مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہے؟ یہ درست ہے کہ آپ نے حق و صداقت کے لئے اپنی جان کی قربانی دی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو جو دکھ اور تکالیف اٹھانا پڑیں کیا وہ امام حسینؓ کی اذیتوں سے کم تھیں؟ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے حضورؐ کی وفات امام معصوم کی شہادت سے ہم و غم میں کچھ کم تھی؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکالیف اور آپ کے وصال کے المناک دن کو یاد کر کے بھی کوئی مظاہرہ کیا جاتا ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ حالانکہ حضرت علیؓ کے نزدیک بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا صدمہ سب صدمات سے بڑھ کر صدمہ تھا (ملاحظہ ہو نہج البلاغہ مطبوعہ ایران ص۲۳۵) پھر کیا حضرت علیؓ اور حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ ذوالنورین یعنی دامادِ رسولِ ثقلینؐ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت حمزہؓ کی شہادت کے واقعات کم اندوہگین اور المناک تھے کہ ان کی کوئی یادگار شان و شوکت سے نہیں منائی جاتی؟ ایسا ہی حضرت امام حسینؓ کے بڑے بھائی حضرت امام حسنؓ

کو بھی تو شہید کیا گیا تھا اُن کو کیوں نظر انداز کیا جاتا ہے؟ غرضیکہ کیا وجہ ہے کہ حضرت امام حسینؓ کی یادگار کو تو ہر سال بڑی دھوم دھام سے تازہ رکھا جاتا ہے مگر باقی سب کو بھلا دیا جاتا ہے؟

حقیقت تو یہ ہے کہ ہمیں اپنی ہر نقل و حرکت میں اپنے آقا و مطاع سیدنا و مولانا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم اور عملی نمونہ کو پیش نظر رکھنا چاہیئے قرآن مجید کا یہی ارشاد ہے اور یہی حقیقی ایمان اور صحیح اسلام ہے اور یہی صراطِ مستقیم، راہِ نجات، اور موجب رضاء الٰہی ہے اور اس کے سوا ہر ایک قسم کا مظاہرہ ربّ العزۃ کی ناراضگی کا موجب ہے۔

صاحبزادہ ابراہیمؓ کی وفات پر اُسوۂ نبوی

شیعہ اصحاب کی معتبر کتاب "فروع کافی" کتاب الجنائز جلد ۱ صفحہ ۱۴۹ میں لکھا ہے :-

فَلَمَّا مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم هَمَلَتْ عَيْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم بِالدُّمُوْعِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صلعم تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ وَلَا نَقُوْلُ مَا يُسْخِطُ الرَّبَّ وَاِنَّا بِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ۔

یعنی جب حضورؐ کے صاحبزادہ ابراہیمؓ کی وفات ہوئی اور آنحضرتؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے تو آپ نے فرمایا آنکھوں سے آنسو رواں ہیں، قلب حزیں ہے اور اے ابراہیم! اگرچہ تیری وفات سے ہم سخت غمگین ہیں مگر ہم اپنے خدا کو ناراض کرنیوالی کوئی بات مُنہ سے نہیں نکال سکتے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

بیعت میں عورتوں سے اقرار

چونکہ میّت پر عموماً عورتیں زیادہ واویلا اور نوحہ کرتی ہیں اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیعت کے وقت عورتوں سے ایک زائد اقرار لیا کرتے تھے جو شیعہ تفسیر علی القمی صفحہ ۶۷۲ کے علاوہ **تفسیر الصّافی** صفحہ ۳۱۱ پر ان لفظوں میں موجود ہے :-

"لَا تَلْطَمْنَ خَدًّا۔ وَلَا تَخْمِشْنَ وَجْهًا۔ وَلَا تَنْتِفْنَ شَعْرًا۔ وَلَا تَشْقُقْنَ جَيْبًا۔ وَلَا تُسَوِّدْنَ ثَوْبًا۔ وَلَا تَدْعِيْنَ بِوَيْلٍ۔"

یعنی اے مسلمان عورتو! کسی کی موت پر تم اپنے مُنہ پر طمانچے نہ مارنا۔ رخساروں کو زخمی نہ کرنا۔ بال نہ نوچنا۔ گریبان چاک نہ کرنا۔ ماتمی رنگ میں کپڑوں کو سیاہ نہ کرنا۔ اور نہ واویلا کرنا۔

آنحضرتؐ کی حضرت فاطمہؓ کو وصیّت

حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۶۵۲ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وصیّت درج ہے کہ :-

"اے فاطمہ چوں بمیرم رُوئے خود را برائے من مخراش و گیسوئے خود را پریشان مکن و واویلا مگو و برمن نوحہ مکن و نوحہ گران را مطلب۔"

یعنی اے فاطمہ! میری وفات پر اپنے چہرہ کو زخمی نہ کرنا، اپنے بال پریشان نہ کرنا، واویلا اور نوحہ نہ کرنا، اور نوحہ کرنے والیوں کو نہ بلانا۔"

ایسا ہی **جلاء العیون** مترجم اُردو ص۱۱۱ میں لکھا ہے کہ:۔

"رسولِ خدا نے اپنی وفات کے موقعہ پر بی بی فاطمہؓ سے فرمایا کہ اے فاطمہ! میری وفات پر گریبان چاک نہ کرنا۔ اور بال نہ نوچنا۔ اور واویلا نہ کرنا۔ بس وہی کرنا جو تیرے باپ نے اپنے بیٹے ابراہیم کے مرنے پر کیا تھا۔"

اہلِ بیت کے ارشاداتِ عالیہ

کسی مصیبت کے نازل ہونے پر قرآنی ارشاد جس پر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمل پیرا تھے یہی ہے جو آیت وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ میں مذکور ہے۔ تاہم اِس بارہ میں اہل بیت کا طریق عمل بھی ملاحظہ فرمایئے:۔

(الف) شیعوں کی مستند کتب من لا یحضرہ الفقیہ جلد ۱ ص۱۶۔ اور فروع کافی جلد ۱ ص۱۲۲ میں مرقوم ہے:

"اِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّمَا نَجْزَعُ قَبْلَ الْمُصِيْبَةِ فَاِذَا وَقَعَ اَمْرُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ رَضِيْنَا بِقَضَائِهٖ وَسَلَّمْنَا لِاَمْرِهٖ وَلَيْسَ لَنَا اَنْ نَكْرَهَ مَا اَحَبَّ اللّٰهُ لَنَا۔"

یعنی ہم اہل بیت کا معمول یہ ہے کہ مصیبت کے نزول سے پیشتر (خدا کے حضور) نالہ و فریاد کرتے ہیں مگر جب خدا کا فیصلہ صادر ہو جائے تو اس کے فیصلہ پر راضی ہوتے ہیں اور جو کچھ خدا نے ہمارے لئے پسند کیا اُس پر اظہارِ کراہت کرنا بھی ہمارے لئے روا نہیں۔

(ب) حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادقؒ کا ایک اہم ارشاد فروع کافی جلد ۱ ص۱۱۱ میں یوں منقول ہے:۔

"مَنْ اُصِيْبَ بِمُصِيْبَةٍ فَلْيَذْكُرْ مُصَابَهٗ بِالنَّبِيِّ صلعم فَاِنَّهٗ مِنْ اَعْظَمِ الْمَصَائِبِ۔"

یعنی جسے کوئی صدمہ یا دکھ پہنچے تو اپنے صبر کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدمہ کو یاد کر لیا کرے کیونکہ سب سے بڑا صدمہ وہی ہے۔

(ج) نیز فرمایا:۔

"لَا يَنْبَغِي الصِّيَاحُ عَلَى الْمَيِّتِ وَلَا شَقُّ الثِّيَابِ۔

(فروع کافی جلد ۱ ص۱۲۲)

یعنی حضرت امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ مرنے والے پر واویلا اور چیخ و پکار کرنا اور کپڑے پھاڑنا ہرگز مناسب اور روا نہیں۔

حضرت امام حسینؓ کی اپنی بہن حضرت زینبؓ کو آخری وصیت

۱۔ کتاب ذبحِ عظیم ص۳۰ میں لکھا ہے کہ آپ نے

فرمایا :-

"صَاحِبَتِیْ إِذَا قُتِلْتُ فَلَا تَشْقُقْنَ عَلَیَّ جَیْبًا وَلَا تَخْمِشْنَ عَلَیَّ خَدًّا وَلَا تَخْدِشْنَ عَلَیَّ وَجْھًا"

۲- مواعظِ حسنہ صفحہ ۱۳۷ پر شیخ عبد العلی ہردوئی نے لکھا ہے کہ :-

"تمام مورخین متفق ہیں کہ امام حسینؓ نے حضرت زینب کو وصیت کی تھی کہ اے میری بہن! میری وفات پر گریبان چاک نہ کرنا۔ بال نہ کھولنا۔ منہ پر طمانچہ نہ مارنا۔ نالہ و فریاد نہ کرنا۔"

۳- مولوی سید ظفر حسن صاحب امروہی کتاب "حضرت امام حسینؓ کی مختصر سوانح عمری" کے صفحہ ۱۶۵ پر لکھتے ہیں کہ :-

"حضرت امام حسینؓ نے اہل بیت وغیرہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میری تم سے یہ وصیت ہے کہ میری شہادت کے بعد تم میرے ماتم میں گریبان چاک نہ کرنا۔ منہ پر طمانچے نہ مارنا۔ اپنے رخساروں کو مجروح نہ کرنا۔"

حضرت علی اکبرؓ کی آخری وصیت

حضرت امام حسینؓ کے منجھلے بیٹے حضرت علی اکبرؓ کی بابت لکھا ہے کہ :-

"حضرت علی اکبرؓ میں تھوڑی سی جان باقی تھی آنکھ کھول کر مظلوم باپ کے چہرہ پر نظر کی اور عرض کرنے لگے ... میں اب آپ سے رخصت ہوتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ میرے ماں باپ، بہنوں اور پھوپھیوں کو یہ تاکید کر دیجئے کہ وہ میرے ماتم میں اپنے چہروں کو طمانچوں سے نیلگوں نہ کریں۔ اتنا کہہ کر حضرت علی اکبر نے رحلت فرمائی۔"

(مختصر سوانح عمری صفحہ ۲۰۴-۲۰۵)

ماتم کرنا کیسا ہے؟

(الف) حضرت علیؓ کا فرمان "نہج البلاغۃ" صفحہ ۲۵۲ میں مرقوم ہے کہ :-

"مَنْ ضَرَبَ یَدَہٗ عَلٰی فَخِذِہٖ عِنْدَ مُصِیْبَۃٍ حَبِطَ عَمَلُہٗ"

یعنی جو شخص کسی مصیبت کے وقت اپنے ہاتھ رانوں پر مارے تو جانو کہ اس کے عمل ضائع ہو گئے۔

(ب) فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۱۲۱ میں ہے :-

"اَشَدُّ الْجَزَعِ الصُّرَاخُ بِالْوَیْلِ وَالْعَوِیْلِ وَلَطْمُ الْوَجْہِ وَالصَّدْرِ وَجَزُّ الشَّعْرِ مِنَ النَّوَاصِیْ وَمَنْ اَقَامَ النَّوَاحَۃَ فَقَدْ تَرَکَ الصَّبْرَ وَاَخَذَ فِیْ غَیْرِ طَرِیْقِہٖ وَمَنْ صَبَرَ وَاسْتَرْجَعَ وَحَمِدَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ رَضِیَ بِمَا صَنَعَ اللّٰہُ وَوَقَعَ

اَجْرُہٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ
ذَالِكَ جَرٰى عَلَيْهِ الْقَضَاءُ
وَهُوَ ذَمِيْمٌ وَاَحْبَطَ اللّٰهُ
اَجْرَهٗ "

یعنی ابوجعفر امام محمد باقرؒ فرماتے ہیں کہ اشد ترین جزع فزع یہ ہے۔ واویلا کرنا اور منہ پر تھپڑ مارنا اور سینہ کوبی کرنا اور پیشانی کے بال نوچنا۔ فرمایا جو واویلا اور بَین کی مجلس قائم کرے تو وہ صبر کا تارک اور غیر شرعی طریق اختیار کرنے والا ہے۔ ہاں جس نے صبر کیا اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی تو وہ تقدیر الٰہی پر راضی ہوا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کا مستحق ہے مگر جس نے ایسا نہ کیا تو اس پر قضا و قدر کی چکی چلے گی اور وہ مذموم ہوگا اور خدا تعالیٰ اس کے اجر کو ضائع کر دے گا۔"

(ج) تفسیر علی القمیؒ صفحہ ۲۶۶ میں لکھا ہے:۔

"اَلنِّيَاحَةُ مِنْ عَمَلِ
الْجَاهِلِيَّةِ"

یعنی نالہ و فریاد اور واویلا و بَین کرنا جاہلیت کے زمانہ کا فعل ہے۔

(ح) فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۲۲۱ میں بھی مرقوم ہے:۔

"ضَرْبُ الرَّجُلِ يَدَهٗ عَلٰى
فَخِذِهٖ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ اِحْبَاطٌ
لِاَجْرِهٖ"

یعنی ابوعبداللہ امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ کسی صدمہ اور مصیبت کے وقت رانوں پر ہاتھ مارنا اپنے اعمال کو ضائع کرنا ہے۔

ہم تمام مسلمانوں کو مندرجہ بالا ارشادات عالیہ کے پیش نظر غور کرنا چاہیئے کہ عشرہ محرم کے مروجہ اعمال یعنی ماتم، نوحہ، مرثیہ اور عزا داری وغیرہ کو ان اسلامی احکام اور بزرگان اہل بیت کے ارشادات و فرامین سے کس حد تک مطابقت اور موافقت حاصل ہے؟

تعزیہ اور تابوت کے متعلق حضرت علیؓ کا ارشادِ گرامی

من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ ۶۰ اور التہذیب جلد دوم صفحہ ۱۳ میں حضرت علیؓ کا ایک اہم فرمان یوں مندرج ہے:۔

"مَنْ جَدَّدَ قَبْرًا اَوْ مَثَّلَ
مِثَالًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ
الْاِسْلَامِ"

یعنی جس نے از سر نو قبر بنائی یا تابوت نکالا تو وہ اسلام سے خارج ہے۔

صاف ظاہر ہے کہ تعزیہ اور تابوت وغیرہ بنانے سے امیر المومنین حضرت علیؓ کے اس فرمان کی صریح خلاف ورزی ہے۔ اور اگر ایسی یادگاریں بنانا، قائم کرنا یا سوگ منانا اور تابوت وغیرہ نکالنا جائز اور ضروری ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین اور ائمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی یقیناً اس کی تلقین فرماتے اور اپنے عملی نمونہ سے اس کو تقویت دیتے نہ یہ کہ اس کی سختی سے ممانعت فرماتے

جیسا کہ پیش کردہ بیانات سے ظاہر ہو رہا ہے۔

حضرت امام حسینؓ کا عملی نمونہ

نماز ظہر با جماعت ۱۰ محرم (یوم شہادت) کو میدانِ کربلا میں عین موت کی گرم بازاری میں جب نماز ظہر کا وقت ہوگیا تو حضرت امام حسینؓ نے یزیدی فوج کو پیغام بھجوایا کہ:-

"اتنی دیر لڑائی موقوف رکھیں کہ ہم نماز ظہر ادا کرلیں" مگر وہ نہ مانے۔ تب آپ نے "سعید بن عبد اللہ اور زہیر بن القین کو حکم دیا کہ تم آگے کھڑے ہو جاؤ تو نماز ظہر ادا کرلی جائے وہ دونوں کھڑے ہوگئے اور امام نے بقیہ لوگوں کے ساتھ نماز ادا فرمائی۔ بے دین اہلِ کوفہ و شام برابر اِس چھوٹی سی جماعت پر تیروں کا مینہ برساتے رہے۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ نماز تمام ہوتے سعید بن عبد اللہ تمام ہوگئے۔"

(حضرت امام حسینؓ کی مختصر سوانح عمری ص ۱۸۱)

نمازِ عصر پھر لکھا ہے کہ:-

"اِس سے بھی بڑھ کر نماز عصر کا وقت تھا کہ ایک زخمی مظلوم کو چاروں طرف سے دشمن گھیرے ہوئے وار پر وار کر رہے تھے اور حسین ایسے وقت میں نماز عصر اشاروں سے ادا کر رہے تھے۔ انتہا یہ ہے کہ سجدہ ہی میں اپنا سر دیدیا۔"

(از مختصر سوانح عمری ص ۲۲۷)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ +

ایک خط

"نہایت عمدہ اور بلند پایہ مضامین"

جناب چودھری نذیر احمد صاحب ایم۔ایس سی ملتان تحریر فرماتے ہیں:-

"رسالہ الفرقان ماہ مئی ۱۹۶۳ء مل گیا ہے۔ رسالہ کو پڑھ کر دعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ محض اپنے خاص فضل سے زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ نہایت عمدہ اور بلند پایہ مضامین ہوتے ہیں جن سے دلوں کے زنگ دُور ہوتے ہیں۔ اللہ کرے زورِ قلم اَور زیادہ۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔"

تصحیح

وصیت نمبر ۱۶۹۸۹ مندرجہ رسالہ الفرقان مئی ۶۳ء موصی کا نام نور احمد چھپ گیا ہے اصل نام نور محمد ہے۔ قارئین کرام تصحیح فرمالیں۔　　(ادارہ)

حضرت امام حسینؓ کے متعلق ایک غیر احمدی کا سوال

مشہور شیعہ عالم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب آف گوجرہ کا جواب

ڈیرہ غازیخاں سے ایک غیر احمدی صاحب نے شیعوں سے مندرجہ ذیل سوال کیا تھا جس کا جواب شیعوں کے مشہور عالم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے لکھا ہے۔ ہم محققین کے لئے سوال وجواب حرف بحرف بلا تبصرہ درج کرتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

سوال: "سخن این است کہ بموجب نصِ قرآنی کہ آیات ترتیل نمودہ میشود، علانیہ منکشف کہ حق سبحانہ وتعالیٰ تعاون انبیاء مع المومنین روا فرمود۔ معاندین ومخالفین را بطرق مختلف تباہ وبرباد ساخت۔ ملاحظہ فرمائید سورۂ شریفہ ھُود۔ چون نصِ صریح ہمبرین نسق است چرا حضرت حسینؓ معہ زمرۂ موافقین را منجانب ایزد تعالیٰ تعاون حاصل نشد۔ حالانکہ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة الخ سورۂ بقرہ۔ حضرت حسینؓ مع موافقین بالمقابل جماعتِ اعداء ہزیمت یاب شد تباہ شدند الخ۔"

الجواب: "این است ہفوات این ذلیل و قیاس این عزازیل کہ حضرت امام حسین علیہ السلام ہزیمت یاب وتباہ شدہ مینویسید ومنکران را کامیاب کامران میگیرد۔ وہر وقت غلبۂ ظاہری را دلیلِ صداقت میداند۔ حالانکہ عند اللہ این دلیلِ صداقت نیست۔ بنا برین حق تعالیٰ درحق این چنین منافقان فرماید۔ کما قال اللہ تعالیٰ وما محمدٌ اِلّا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضرّ الله شيئًا الخ پ آل عمران۔

بیں ازیں آیۂ کریمہ چہ طور ہویدا میشود کہ موت وقتلِ پیغمبران منافی صداقتِ دینِ متین نیست۔ بلکہ ازیں آیۂ کریمہ شانِ منافقان ومرتدان معلوم شد کہ وقتِ موت وقتلِ پیغمبران رجعت قہقری مینمائیند۔ اعاذنا اللہ منہم۔

قولہٗ بموجب نصِ قرآنی کہ آیاتِ ترتیل نمودہ میشود الخ" برعکس من میگویم کہ بموجب نصِ قرآنی اگر آیاتِ قرآنیہ را بنودِ ایمانی ترتیل نمودہ شود صاف منکشف میگردد کہ نیکان را در راہِ خدا از دست بدان ہمیشہ ایذا رسیدہ است کما قال اللہ تعالیٰ ولنبلونّكم بشيءٍ من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال

والانفس والثمرات وبشّر الصابرین ۵ الّذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انّا للّه وانّا الیه راجعون - پ۲ البقره - ازین آیۂ کریمه صاف ظاهر شد که برائے مومنان از دست کافران ومنافقان خوف و عطش وجوع، نقصِ اموال وقتلِ جان موجبِ درجات وباعثِ رحمت وصلوات است۔

ازین منافق دشمن آلِ عبا چه طور پرسیده شود که اگر غلبۂ ظاهری همه وقت دلیلِ صداقت باشد این قتل و کشت، جوع وعطش چه معنی دارد؟ بر الّذین کتب علیهم القتل الیٰ مضاجعهم (پ۴ ع۱۴) درحقِ شهیدانِ راهِ خدا است۔ شهادتِ هابیل فرزند آدم علیه السلام فقتله فاصبح من الخاسرین پ۶ ع۵ المائده - ازین که پرسید که وقتِ این شهادت اولی امدادِ غیبی بهابیل چرا نرسید - وقابیل چه طور غالب شد - آیا این غلبۂ ظاهری دلیلِ صداقت قابیل ملعون است؟ وقتلهم الانبیاء (پ۶ ع۲۲ النساء) وقتلهم الانبیاء بغیر حقّ (پ۴ ع۱۹ آل عمران) قتل را بقتال تعبیر کردن تفسیر نیست بلکه تاویل است - وآیۂ کریمه وَمَا اَصَابَكُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعَانِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِیَعْلَمَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۵ وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ نَافَقُوْا - (پ۴ ع۸ آل عمران) اعلان میکند که این چنین جهاد برائے امتیاز مومنین ومنافقین باشد پس معلوم شد که از شهادتِ حسینیه منافقین بدرجۂ امتیاز رسیدند۔ اگر هر وقت غلبۂ ظاهری نشانِ صداقت باشد پس ولا تحسبنّ الّذین قتلوا فی سبیل اللّٰه امواتاً بل احیاء عند ربّهم یرزقون ۵ (پ۴ ع۸ آل عمران) چه معنی دارد؟

قاریان کرام! بغور وامعان این آیات را تلاوت وترتیل نمائید - بعد از آن ببینید که دلیل این ناصبی چه قدر خلافِ قرآن مجید و فرقانِ حمید است۔

امّا قوله "تعاون انبیاء مع المؤمنین" خلافِ اسلوب وعرفِ قرآن مجید است - البته لفظ تائید بقرآن مجید معروف است کما قال اللّٰه تعالیٰ وَاَیَّدْنَاهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (پ۱ ع۱۱ البقره) - یا اَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا الخ - واما آنچه اشاره بسورۂ هود کرده است آن هم خلافِ آن ناصبی است که خدا وند لایزال در سورۂ هود در ردِّ این چنین منکران که غلبۂ ظاهری را دلیلِ صداقت می نامند میفرماید: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۵ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ - (پ۱۲ ع۲ هود) این است صورتِ غلبۂ ظاهری ونشانِ صداقتِ حقیقی، این است افمن کان علیٰ بیّنة من ربّه ویتلوه شاهدٌ منه - پ۱۲ هود که مدعیانِ صادق بر نشاناتِ خداوندی باشند وگواه برائے تصدیقِ شان بعد از ایشان می آیند - چنانکه میفرماید والشمس وضحٰها والقمر اذا تلٰها +

ایک غیر از جماعت محقق کا تبصرہ

"عیسائیت کے بنیادی عقیدہ اُلوہیتِ مسیح پر تحریری مناظرہ"

(از مکرم جناب رانا محمد اسلم صاحب بی۔ اے۔ لاہور)

حضرت مسیح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل شدہ انجیل شریف مسیحیت کے آغاز میں ہی زمانہ کی دستبرد کا شکار ہو گئی۔ آپ کے معتقدات اور عبادات کو جاننا بھی دشوار ہو گیا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپؑ کی شخصیت ہی متنازعہ فیہ بن گئی۔ حضرت مریم صدیقہؑ مسیحؑ، روح القدس اور خدا تعالیٰ سے متعلق صحیح نظریہ قائم کرنے کے لئے کافی مجالس منعقد ہوئیں۔ بالآخر کار یہ دوران کلیسیا کی اکثریت نے آپؑ کو الوہیت کا درجہ دیدیا۔ عقیدۂ تثلیث دیگر مذاہب میں پہلے سے مروج تھا۔ توحید پرست مسیحیوں کا کہنا ہے کہ یونانی اثرات کے تحت یہ عقیدہ مسیحیوں نے بھی اپنا لیا۔

اسلامی اور مسیحی عقائد کے درمیان **الوہیتِ مسیح عظیم ترین اور بنیادی فرق ہے**۔ اس کے ابطال اور اثبات کے لئے فریقین مدت مدید سے طبع آزمائی کرتے آئے ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں اس مسئلہ پر شہرۂ آفاق مسیحی مناظر پادری عبدالحق (چندی گڑھ) اور احمدی عالم مولوی ابوالعطاء (ربوہ) کے درمیان تحریری مناظرہ ہوا۔ مورخہ ۲۱ مئی کو ابوالعطاء صاحب نے پادری صاحب کا پہلا پرچہ بعنوان "ابن اللہ کا تجسم" وصول کیا۔ اس کے شروع میں کچھ باتیں موضوع سے غیر متعلق تھیں اگلے دن انہوں نے پرچہ واپس بھیجتے ہوئے پادری صاحب سے درخواست کی کہ یہ مواد حذف کر کے پرچہ بھیج دیں۔ انہوں نے وہ پرچہ تو اپنے پاس رکھ لیا اور احمدی مناظر کو لکھ دیا کہ "اگر آپ نے ۴ جون تک اس کا جواب رجسٹرڈ نہ بھیجا تو ہم اس پر بھی آپ کی جماعت کو شکست خوردہ تصور کر کے آئندہ لکھنا بند کر دیں گے"!
ان حالات میں مولوی صاحب نے اپنی طرف سے ایک پرچہ الوہیتِ مسیحؑ کی تردید میں لکھ کر ۴ جون کو رجسٹری کر دیا۔ اسی دن ان کو مسیحی مناظر کا پرچہ اپنی پہلی صورت میں ملا۔ مولوی صاحب کے پہلے پرچہ کا جواب ۱۲ جون کو تحریر کیا گیا۔ اسی مہینہ کی ۳۰ تاریخ کو احمدی مناظر نے چھ حصص پر مشتمل دوسرا پرچہ بھیجا۔ پادری صاحب نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ یہ چاروں پرچے اور ان سے متعلقہ خط و کتابت مکتبہ "الفرقان" ربوہ کی طرف سے ۲۲۳ صفحات کی کتاب کی صورت میں شائع کی گئی ہے۔

ابوالعطاء صاحب نے پندرہ نکات پر مشتمل اپنے پہلے پرچے میں بتایا ہے کہ تمام انبیاء بشمولیت مسیح علیہ السلام کا مشن توحید خداوندی کا درس دینا تھا عقیدتمندوں

نے جہالت سے مسیح کو الوہیت کا درجہ دیدیا۔ حالانکہ آں جناب صفاتِ الٰہیہ سے متصف نہیں تھے۔ بائیبل مقدس میں "خدا کا بیٹا" کے معنی خدا کا فرمانبردار اور محبوب انسان ہیں۔ مسیح کو خدا کا بیٹا ماننے سے آپ کی الوہیت ثابت نہیں ہوتی۔

پادری صاحب نے دوسرے پرچے میں مولوی صاحب کو جواب دیا ہے۔ ان کا طرزِ بیان جارحانہ اور متکبرانہ ہے۔ انہیں اپنی علمیت پر بے حد ناز ہے وہ خیال کرتے ہیں کہ اکیلے مولوی ابوالعطاء ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے ربوہ کے تمام احمدی علماء جواب تیار کر کے ابوالعطاء کے نام سے بھیج دیتے ہیں۔ پادری صاحب کے دلائل بے وزن اور کمزور ہیں۔ انہوں نے فلسفیانہ اصطلاحات کی مدد سے باتیں بنا کر اور بحثیں کاٹ کر اپنی علمی کمزوری کو چھپایا ہے۔ وہ یہ شکایت کرنے میں کسی حد تک حق بجانب ہیں کہ مولوی صاحب نے "نمبر شمار بڑھانے کی ضرورت کو پورا کیا ہے" مسیحی مناظر کے جذباتی طرزِ استدلال میں احمدی علماء سے متعلق جو رویہ اختیار کیا گیا ہے اور جس نازیبا طریق سے ان کے خلاف زہر افشانی کی گئی ہے کسی دین کے عالم کی شان کے شایاں نہیں ہے۔ پادری صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ محض "خدا کا بیٹا" کہنا دلیلِ الوہیت نہیں البتہ دعویٰ کرتے ہیں کہ صرف مسیح کو ہی "اکلوتا بیٹا" کہا گیا ہے۔

مولوی ابوالعطاء صاحب نے اپنے دوسرے پرچے میں پادری صاحب کے دونوں پرچوں کا جواب دیا ہے۔ اس کے چھ حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں امورِ متفرقہ مثلاً آغازِ مناظرہ کے حالات کا ذکر کیا ہے۔ اور پادری صاحب کی توجہ ان کی غلط طریق سے درج کردہ چند اصطلاحات و تراکیب کی طرف مبذول کرائی ہے مسیحی مناظر نے اقرار کیا ہے کہ مسیح کو "خدا کا بیٹا" کہنے میں کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ ہم لوگ ان کی خدائی "اکلوتا بیٹا" سے ثابت کرتے ہیں۔ یہ اصطلاح مسیح کے لئے انجیل یوحنا میں چار بار اور یوحنا کے خط میں ایک دفعہ استعمال ہوئی ہے مسیح کی الوہیت ثابت کرنے کے واسطے شاید مضبوط ترین دلیل ہے۔ جناب ابوالعطاء نے اپنے پرچہ کے دوسرے حصہ میں اس کا **عالمانہ اور محققانہ جائزہ** لیا ہے کہ مقدس یوحنا کی طبیعت جدت پسندی اور مبالغہ آرائی کی طرف مائل تھی اس واسطے اس نے مسیح کا خدا تعالیٰ سے قرب خاص جتانے کی غرض سے انہیں "اکلوتا بیٹا" لکھ دیا۔ اس پُر مغز، ٹھوس علمی اور **لاجواب توضیح پر فاضل احمدی مناظر جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔**

تیسرا حصہ اِس مناظرہ میں بائیبل کی حیثیت پر بحث کے لئے وقف ہے۔ پادری صاحب تمسخرانہ کہتے ہیں "ہماری تردید ہمارے مسلّمات اور عقلی دلائل سے کی جائے" (ص ۱۴۲) مولوی صاحب دلائل عقلیہ کے ساتھ بائیبل کے محرّف اور الحاقی حصے چھوڑ کر نبیوں کے اصل اور معتبر کلام سے دلیل پکڑنا پسند کرتے ہیں (ص ۱۴۲) بہتر تھا کہ پہلے بائیبل جو پادری

صاحب کے مسلّمات میں سے ہے کی الہامی حیثیت پر مناظرہ ہوتا۔ اندریں حالات مولوی صاحب کا کہنا درست ہے کہ متشابہ بیانات کی تاویل دیگر محکم بیانات کی مطابقت سے کی جائے۔

چوتھے حصے میں احمدی عالم نے جناب پادری صاحب کے پہلے پرچہ کا تفصیلی اور بنظرِ عمیق جائزہ لیا ہے البتہ یہ نہیں پوچھا کہ جب محققین اور معتبر و مستند مسیحی علماء کتاب مرقس کی آخری بارہ آیات جعلی اور الحاقی قرار دے چکے ہیں تو پادری صاحب نے اُن سے دلیل کیوں پکڑی؟ پادری صاحب کے پرچے میں فلسفیانہ اصطلاحات کی بھرمار ہے۔ مولوی صاحب کے جوابات معقول اور وزنی ہیں۔ انجیل یوحنا کی ابتداء میں مذکور "کلام" کی قابلِ تعریف تشریح کی ہے۔ ان کے نزدیک پادری عبدالحق صاحب" فرضی اور خود ساختہ مخمصہ کا نام الٰہیات رکھتے ہیں"۔

پانچویں حصہ میں مسیحی عالم کے دوسرے پرچہ کا نقرہ بہ نقرہ عمدگی سے جواب دیا گیا ہے۔ جب حضرت مسیحؑ کے کھانے پینے سونے وغیرہ کا ذکر آئے تو پادری صاحب کہتے ہیں کہ اس نے یہ کام انسان ہونے کی حیثیت سے کئے۔ معجزات سے آپؑ کی الوہیت کا ثبوت مہیا کرتے ہیں۔ گویا مسیحؑ کو خدا اور انسان مان کر مسیحی بھائی آپؑ کی طرف منسوب کردہ بائیبل کے بیانات کو سچا اور اپنے موقف کو مضبوط ثابت کرتے ہیں ابوالعطاء صاحب نے اس ڈھکوسلا پر مناسب جرح کی ہے۔

انجیل یوحنا کے دسویں باب میں حضرت مسیحؑ اور یہود کے درمیان ایک مکالمہ کا ذکر ہے۔ اس کی تفسیر میں دونوں مناظروں نے اپنی اپنی قابلیت اور علمیت کے جوہر دکھائے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر احمدی مناظر راستی پر ہے تو الوہیت مسیحؑ ثابت نہیں ہوتی اور اگر پادری صاحب کی رائے کو درست تسلیم کر لیا جائے تو بھی الوہیت مسیحؑ کا سراغ نہیں ملتا (کیونکہ "خدا کا بیٹا" خدا کا مصداق و مترادف نہیں) البتہ یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ یسوع مسیح نے اس موقع پر "داؤ پیچ" سے کام لیا (نعوذ باللہ)۔ قربان جائیں پادری صاحب کے! کیا خدا نے انہیں یہ "حکمت" (صنٹ) بخشی ہے کہ کبھی تو اپنے نجات دہندہ اور پاک ثالوث کے اقنوم ثانی خداوند یسوع مسیح کے دغاباز اور فریبی ہونے کے دلائل پیش کریں اور کبھی مدِمقابل سے خالق کی مثال کا مخلوقات میں سے مطالبہ کریں؟ یا للعجب!!

جب پادری صاحب کو مولوی صاحب کا یہ پرچہ ملا اور ان پر اپنی استعمال کردہ تراکیب کی غلطیاں واضح ہوئیں تو پھر بھنا اُٹھے اور مناظرہ ختم کر دیا تاکہ احمدی مناظر کو "مذہبی تحقیق کی آڑ میں ہماری پگڑی اُچھالنے کا موقع نہ مل سکے" (ص۲۲۶) اور مولوی صاحب کے اصرار کے باوجود مزید لکھنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ راقم الحروف کی رائے میں پادری صاحب کا اس طریق سے مناظرہ ختم کرنا ان کی **کمزوری، دلائل کے فقدان** اور قبولیت حق سے **گریزاں** ہونے پر دال ہے۔ اس سے ان کا یہ گمان بھی غلط ثابت ہو گیا ہے کہ مولوی صاحب نے ان کا پرچہ لوہے کے چنے سمجھ کر واپس بھیجا تھا۔ چنانچہ

ہم دیکھتے ہیں کہ دوبارہ آنے پر مولوی صاحب نے اسے شیرِ مادر سمجھا لیکن **پادری صاحب نے حریف کے چوتھے پرچہ کو بھاری پتھر سمجھ کر چھوڑ دیا۔**

موجودہ مسیحیت کی عمارت کی بنیاد الوہیتِ مسیح ہے تثلیث، تجسّم خدا، کفارہ، صلیب اور نجاتِ بنی نوع انسان کی جان **الوہیتِ مسیح** ہے۔ اگر یہ واضح کر دیا جائے کہ حضرت مسیح خدا نہیں صرف انسان تھے تو عیسائیت کی عمارت دھڑام سے نیچے آ گرتی ہے۔ **مولوی ابو العطاء صاحب نے اس مناظرہ میں مشہور ترین مسیحی مناظر کو شکست فاش دے کر قابلِ فخر کارنامہ سرانجام دیا ہے۔** اب اس موضوع پر مسیحی علماء کا لکھنا کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مترادف ہوگا۔

یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے کہ پادری صاحب کا سرمایۂ افتخار قرآن و بائیبل کے چند حوالجات اور فلسفہ کی کچھ رٹی ہوئی غلط سلط اصطلاحات پر مشتمل ہے۔ جہاں تک ان مذہبی کتابوں کی روح اور ان کے علوم و معارف جاننے کا تعلق ہے موصوف ان سے قطعی نابلد اور جاہلِ مطلق ہیں۔ تاریخ، جغرافیہ، فلکیات، فلسفہ وغیرہ تمام علوم کلامِ خداوندی کو سمجھنے کے لئے ہیں لیکن فلسفہ دان پادری صاحب کسی بات کو فلسفہ میں سے ثابت کرتے اور اس کی مدد اور وضاحت کے واسطے بائیبل یا قرآن میں سے حوالہ دیتے ہیں۔ چنانچہ مولوی صاحب نے خوب کہا ہے کہ "بائیبل کچھ کہتی رہے مگر پادری صاحب علت و معلول میں ہی پھنسے رہیں گے۔" (صفحہ ۲۰۲) اس مناظرانہ خط و کتابت سے ہمیں پتہ چلا ہے کہ قرآن و بائیبل اور دیگر علوم و فنون تو کجا پادری صاحب موصوف جید مسیحی علماء کی تصانیف سے بھی کچھ مس نہیں رکھتے۔

سہ بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا

خادمِ اسلام
محمد اسلم رانا
جنرل سیکرٹری مرکز تحقیقِ مسیحیت
اچھرہ لاہور

دو مفید اور تازہ حوالے

۱۔ جناب صدرِ پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے ڈھاکہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اسلام اپنی روحانی اقدار کی بنا پر پھیلا ہے اور آج بھی افریقہ میں یہی کچھ ہو رہا ہے جہاں مٹھی بھر مبلغ جن کے وسائل بہت محدود ہیں بے شمار لوگوں کو حلقہ بگوشِ اسلام کر رہے ہیں۔" (کوہستان ۹ مئی ۱۹۶۳ء)

۲۔ "آرچ بشپ آف کنٹربری ڈاکٹر رامزے نے گزشتہ اتوار کے روز تسلیم کیا کہ افریقہ میں بہت وسیع پیمانے پر اسلام کی پیش قدمی جاری ہے۔"

(اخبار یوگنڈا آرگس (Uganda Argus) ۱۷ اپریل ۱۹۶۳ء)

یاجوج و ماجوج کی زمینی تدبیریں

اور

خدا تعالیٰ کی آسمانی تقدیریں

آخری زمانہ میں غلبۂ اسلام ایک اٹل حقیقت ہے

(مکرم جناب مولوی ظفر محمد صاحب مربی فاضل احمد نگر)

؎ گرچہ شاہین خرد بر سر پروانے ہست
اندریں بادیہ پنہاں قدرانداز ہے ہست

یاجوج و ماجوج، دابۃ الارض اور دجال ——

آج ان تینوں ناموں کی مصداق وہ اقوام ہیں جنہوں نے عیسائیت کو قبول تو کیا لیکن عملاً اس سے بہت دور جا پڑیں۔ یہی نہیں کہ ان اقوام میں سے بعض نے خدا تعالیٰ کی ہستی کا بھی انکار کر دیا، خدا تعالیٰ کے ماننے والوں کا مذاق اڑانا شروع کر دیا اور مذہبی کتب کو خرافات کا انبار قرار دیا۔ حالانکہ ان کا یہ مسلک اور یہ موقف بجائے خود خدائے واحد کی ہستی کا ثبوت ہے کیونکہ کتب سماوی متفقہ طور پر خبر دے رہی تھیں کہ آئندہ آخری زمانہ میں ایسا ہی ہوگا۔ چنانچہ بنی اسرائیل کے صحیفوں میں، انجیل میں، پھر احادیث نبویہ اور قرآن شریف میں ان اقوام کے متعلق اور ان کے طریق کار اور انجام کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے وہ قابل توجہ ہے خصوصاً اہل روس کے لئے کیونکہ ان کا انجام نہایت ہی بھیانک ہے۔

یاجوج و ماجوج اور آسمانی نوشتے

ماجوج کے متعلق پیدائش باب ۱۰ میں مرقوم ہے کہ:۔

”بنی یافث یہ ہیں جمر اور ماجوج اور مادی اور یاوان اور توبل اور مسک اور تیراس۔“

اور حزقیل باب ۳۹ میں لکھا ہے:۔

”پس اے آدمزاد تو جوج کے خلاف نبوت کر اور کہہ خداوند یوں فرماتا ہے۔ دیکھ اے جوج! روش اور مسک اور توبل کے فرمانروا۔ میں تیرا مخالف ہوں۔“

اس حوالے میں جوج سے مراد یاجوج ہے اور روش سے رشیا یعنی روس ہے اور مسک سے مراد ماسکو ہے اور توبل سے مراد ٹوبالسک کا علاقہ ہے۔

حدیث شریف میں مذکور ہے:۔

عن عبد اللہ ابن عمر عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال اِنَّ یاجوج وماجوج
من وُلد آدم ولو اُرسلوا افسدوا
علی الناس معایشھم ولن یموتَ
منھم رجلٌ الّا ترک من ذرّیتہ
الفاً فصاعداً واِنّ من ورائھم
ثلاث اُمَمٍ تاول وتاریس و
مسک۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر
والاوسط ورجالہ ثقات۔)

یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاجوج ماجوج (کوئی دیو یا بھوت نہیں ہیں بلکہ) اولاد آدم ہیں۔ اگر انہیں کھول دیا جائے تو لوگوں کی معاشی زندگی کو تباہ کر کے رکھ دیں اور یاد رکھو کہ اگر ان میں سے ایک مرے گا تو ہزار یا ہزار سے بھی زائد چیلے اپنے پیچھے چھوڑ جائیگا۔ اور ان کے پیچھے تین قومیں ہیں یعنی تاول، تاریس اور مسک۔"

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ یاجوج ماجوج کا اصل مولد روسی علاقہ ہے لیکن ماجوج اقوام کچھ زمانہ کے بعد مغرب کی طرف بڑھیں اور بعض جزائر میں سکونت اختیار کر لی اور پھر عیسائیت کو قبول کر لیا۔ چنانچہ ماجوج کے متعلق حزقیل باب ۳۹ میں لکھا ہے کہ :۔

"میں ماجوج پر اور ان پر جو بحری ممالک
میں امن سے سکونت کرتے ہیں آگ بھیجونگا۔"

یاجوج وماجوج کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ خطبہ دیا اور صحابہ کرام کو ان اقوام سے به الفاظِ ذیل متعارف فرمایا :۔

"انّکم تقولون لا عدوَّ لکم
لن تزالو تقاتلون حتّٰی یأتی
یاجوج وماجوج عراض الوجوہ
صغار العیون، صھب الشعاف
ومن کلّ حدب ینسلون
کأنّ وجوھھم المجان المطرقۃ۔"
(رواہ احمد والطبرانی ورجالھما
رجال الصحیح)

یعنی آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ اب کوئی تمہارا دشمن نہیں رہا حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ آپ لوگوں کو متواتر اپنے کئی دشمنوں سے لڑنا پڑے گا تا وقتیکہ یاجوج ماجوج اقوام ظاہر ہو جائیں۔ یہ لوگ چوڑے چوڑے چہروں والے ہیں، آنکھیں چھوٹی ہیں اور ان کی داڑھیوں کے سر کے بال بھورے رنگ کے ہیں۔ یہ ہر بلندی پر دوڑ کر چھا جائیں گے اور ان کے چہرے الٹی ڈھال کی طرح ہیں۔"

اِس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یاجوج ماجوج کا جو حلیہ بیان فرمایا ہے وہ روسی اقوام اور انکے پڑوسی چینی اقوام کا حلیہ ہے۔ نیز اِس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج کے ظہور پر اسلام کی مدافعانہ جنگیں ختم ہو جائیں گی۔ کیونکہ اوّل تو یاجوج ماجوج کو کسی مذہب سے کوئی سروکار نہیں ہوگا۔ وہ اگر کسی قوم سے لڑینگے تو سیاسی اغراض کے ماتحت [illegible] سے لڑنے کی طاقت ہی نہیں ہوگی۔

یاجوج ماجوج کے مقاصد | یاجوج ماجوج کے مقاصد

پر' اور اُن مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے جو جو تدبیریں وہ اختیار کریں گے اُن پر بھی آسمانی کلمات روشنی ڈالتے ہیں۔ چنانچہ حزقیل باب ۳۸ میں لکھا ہے کہ:-

"خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ اس وقت
(یعنی آخری زمانہ میں) یوں ہوگا کہ بہت
سے مضمون تیرے دل میں آئیں گے اور
تو ایک بڑا منصوبہ باندھے گا اور تو
کہے گا کہ میں دیہات کی سرزمین پر حملہ
کروں گا۔ میں ان پر حملہ کروں گا جو راحت
و آرام سے بستے ہیں ...... تاکہ تو
لوٹے اور مال کو چھین لے۔"

پھر حزقیل باب ۱۱ میں "شمال کے بادشاہ" یعنی روس کے متعلق لکھا ہے:-

"بادشاہ اپنی مرضی کے مطابق چلے گا اور
تکبر کرے گا اور سب معبودوں سے بڑا
بنے گا اور الٰہوں کے اِلٰہ کے خلاف
بہت سی حیرت انگیز باتیں کہے گا
اور اقبالمند ہوگا ...... کسی اور معبود
کو نہ مانے گا بلکہ اپنے آپ ہی کو
سب سے بالا جانے گا ...... وہ
بیگانہ معبود کی مدد سے محکم قلعوں پر
حملہ کرے گا۔ جو اس کو قبول کریں گے
ان کو بڑی عزت بخشے گا ...... اور
خاتمہ کے وقت میں شاہِ جنوب
اس پر حملہ کرے گا۔"

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ یاجوج اور ماجوج ایک نیا معبود تراشیں گے اور وہ نیا معبود اُن کا حیرت انگیز فلسفہ ہوگا جو انہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت سے محروم کر کے جوع الارض کی بیماری میں مبتلا کر دے گا۔ لہذا ان کا معبود اس دنیائے فانی کی عیش و عشرت اور کھانا پینا ہوگا۔ اور یہ کہ یاجوج اور ماجوج ایک دوسرے پر حملہ کریں گے اور ایک دوسرے کے ساتھیوں پر بھی حملہ کریں گے اور اُن کے حملے کا ہتھیار نہ صرف عام آلاتِ جنگ ہوں گے بلکہ اُن کا فلسفہ اور پروپیگنڈا بھی اُن کا ہتھیار ہوگا۔ اور یہ کہ دنیا دو حصوں میں منقسم ہوگی۔ ایک حصہ شاہِ شمال یعنی روس کے ساتھ ہوگا اور دوسرا اس کے حریف کے ساتھ جو اس کے مقابل شاہِ جنوب ہوگا۔

بخاری شریف میں بھی انہی دو بلاکوں کی باہمی جنگ و جدال کو "اقتتال فئتین عظیمتین" کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی یہ دونوں بلاک آخری زمانے میں ایک دوسرے سے نبرد آزما ہونگے۔ اور انجیل میں ماجوج کو سمندر کا حیوان اور یاجوج کو زمین کا حیوان قرار دیکر اُن کے مقاصد اور طریقِ کار پر مندرجہ ذیل الفاظ میں روشنی ڈالی گئی ہے:-

"اور میں نے ایک حیوان کو سمندر میں
سے نکلتے ہوئے دیکھا ...... اس کی
شکل تیندوے کی سی تھی اور پاؤں ریچھ
کے سے ...... بڑے بول بولنے
اور کفر بکنے کے لئے اسے ایک منہ دیا

گیا اور اسے بیالیس مہینے تک کام کرنے
کا اختیار دیا گیا اور اس نے خدا کی
نسبت کفر بکنے کے لئے مُنہ کھولا
کہ اس کے نام اور اس کے خیمہ یعنی
آسمان کے رہنے والوں کی نسبت کفر
بکے۔ اور اسے یہ اختیار دیا گیا کہ
مقدسوں سے لڑے اور اُن پر غالب
آئے اور اُسے ہر قبیلہ اور اُمت
اور اہلِ زبان اور قوم پر اختیار دیا
گیا۔ اور زمین کے وہ سب رہنے
والے جن کے نام اس بَرّہ کی کتاب
حیات میں لکھے نہیں گئے جو بنائے
عالم کے وقت سے ذبح ہوا ہے اس
حیوان کی پرستش کریں گے۔"
(مکاشفہ باب ۱۳)

اِس حوالے میں ماجوج کا یعنی انگریزوں کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اور خدا کی نسبت کفر بکنے سے مراد تثلیث کا عقیدہ اور یورپین فلسفہ ہے اور بیالیس ماہ سے مراد ۱۲۶۰ دن ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہارِ نبوت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش تک پورے بارہ سو ساٹھ سال کا زمانہ ہے۔ یعنی ہزار محمدی کے بعد یہ حیوان یا دابۃ الارض نکلنا شروع کرے گا اور دو سو سال کے عرصے میں چھا جائیگا اور پھر مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش ہوگی اور اس کے بعد اس حیوان کے تنزل اور زوال کے اسباب پیدا ہونے شروع ہو جائیں گے اور بنائے عالم سے ذبح ہونے والے بَرّہ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک ہے اور کتاب حیات میں لکھے ہوئے ناموں سے مراد سچے مسلمان اور مخلص مومن ہیں۔

پھر یاجوج کے متعلق اسی مکاشفہ میں لکھا ہے:۔

"پھر میں نے ایک اور حیوان کو
زمین میں سے نکلتے ہوئے دیکھا۔
..... وہ بڑے بڑے نشان دکھاتا
تھا یہاں تک کہ آدمیوں کے سامنے
آسمان سے زمین پر آگ نازل
کر دیتا تھا ..... اور اس نے سب
چھوٹے بڑوں، دولتمندوں اور غریبوں
آزادوں اور غلاموں کے دہنے ہاتھ
یا ماتھے پر ایک ایک چھاپ کرا دی تاکہ
اس کے سوا جس پر نشان یعنی اس
حیوان کا نام یا اس کے نام کا عدد ہو
اور کوئی خرید و فروخت نہ کر سکے حکمت
کا یہ موقع ہے جو سمجھ رکھتا ہے وہ
اس حیوان کا عدد گن لے کیونکہ وہ آدمی
کا عدد ہے اور اس کا عدد چھ سو
چھیاسٹھ ہے۔"

اس حوالے میں زمین کے حیوان سے مراد دابۃ الارض ہے جس کا اوّلین مصداق روسی ہیں۔ نیز اس حوالے سے یاجوج کے معنے پر بھی روشنی پڑتی ہے کیونکہ لفظ یاجوج

کا مادہ اَجّ یعنی آگ ہے اور روس آج جس رنگ میں آسمان سے زمین پر آگ نازل کر رہا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اور اس کا عدد جو چھ سو چھیاسٹھ بتایا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ مختلف زمانوں میں مختلف صورتوں میں تغیر و تبدل پاتا رہا ہے۔ تورات میں اسی روس کو تیراس کہا گیا ہے اور حدیث میں اسے تاویس کہا گیا ہے۔ سو عجب نہیں کہ کسی زمانے میں اسے تروس بھی کہا گیا ہو اور اسی تروس سے یہ روس یا روشس بن گیا ہو۔ لہٰذا اگر ایسا ہوا ہو تو پھر تروس کے اعداد پورے چھ سو چھیاسٹھ ہیں۔

اس موقع پر یہ بات قابلِ ذکر معلوم ہوتی ہے کہ روس دراصل عربی زبان کا لفظ ہے جو رَاسَ یَرُوسُ رَوْسًا سے بنا ہے اور رَاسَ رَوْسًا کے معنے ہیں اُکَلَ اَکْلًا کثیراً یعنی بہت زیادہ کھایا اور مشٰی متبختراً اور پھر ناز سے چلنے لگا۔ نیز راس السیلُ کے معنے ہیں جمع الغثاء وحمله۔ یعنی سیلاب نے کوڑے کرکٹ کو جمع کر لیا اور پھر اُسے اُٹھا کر بہنے لگا۔ سو اِن معنوں کے اعتبار سے روس آج اسم بامسمّٰی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اُس نے اپنے ایک منکر اور جاحد کے کچھ ایسے نام رکھ چھوڑے کہ ہزاروں سالوں کے بعد اس کے اپنے نام ہی اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کی شہادت دینے لگے۔

انجیل میں جس طاغوت کو حیوان کہا گیا ہے قرآن مجید اور حدیث میں اس کا نام دابّۃ الارض رکھا گیا ہے۔ دابۃ الارض کے لفظی معنی زمین کے جانور یا زمین کے کیڑے کے ہیں۔ اس سے طاعون بھی مراد ہے اور یاجوج ماجوج بھی مراد ہیں۔ کیونکہ دونوں کا کام اپنی جرح سے دوسرے کو مجروح کرنا ہے۔ طاعون کا کیڑا بدنِ انسانی میں طعنہ زنی اور نیش زنی کرتا ہے اور یہ قومیں بدن کے علاوہ اپنے علم کلام اور فلسفیانہ جرح کے وار سے روحِ انسانی کو بھی مجروح کرتی ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واذا وقع القول علیهم اخرجنا لهم دابّة من الارض تكلّمهم انّ الناس كانوا بآياتنا لا يوقنون (نمل) یعنی جب لوگوں پر فردِ جرم لگ جائے گا تو ہم ان کو سزا دینے کے لئے زمین سے ایک "دابّہ" کو پیدا کر دیں گے جو انہیں مجروح کریگا۔ کیونکہ ان لوگوں کو ہماری آیات پر یقین نہیں رہے گا۔

اس آیت میں لفظ تكلّمهم دو معنی دیتا ہے ایک کلام کرنے کے اور دوسرے زخمی کرنے کے۔ اور یہاں دونوں معنی مراد ہیں۔ نیز اس آیت میں لفظ "دابّة" اور لفظ "تكلّمهم" یاجوج ماجوج کی پالیسی اور طریق کار پر بھی روشنی ڈالتے ہیں کیونکہ دابّۃ کے اصل معنے ایسے جاندار کے ہیں جو دبے پاؤں چلے یا جس کے چلنے کی آہٹ محسوس نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ عربی زبان میں ریچھ کو دُبّ کہتے ہیں۔ کیونکہ جب وہ چلتا ہے تو اُس کے قدموں کی آہٹ نہیں محسوس ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ یوحنّا عارف کو اس جانور کے پاؤں ریچھ کے دکھائے گئے۔ گویا مقصود یہ ہے کہ یاجوج ماجوج اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ایسی چالیں چلیں گے جسے عام لوگ محسوس نہ کر سکیں گے۔ ایسے ہی لفظ "تکلّمہم" بھی ان کے طریق کار پر روشنی

ڈالتا ہے۔ یعنی پہلے تو یہ لوگ اپنی چرب زبانی اور سحر نگاری سے عوام کو قابو کریں گے اور اُن کا یہ ہتھیار اتنا کارگر ہوگا کہ اولادِ آدم کا بیشتر حصہ اُن کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیگا۔ اور وہ اپنے دجل و فریب سے لاکھوں راست رو انسانوں کو کجرو بنا دیں گے۔ انہیں گمراہ کر دینگے۔ گر دیکھا جائے تو درحقیقت زبان کا ہتھیار آہن کے ہتھیار سے زیادہ مؤثر اور زیادہ کارگر ہے کیونکہ لوہے کا ہتھیار تو صرف بدن کو نقصان پہنچاتا ہے لیکن زبان کے ہتھیار کا وار دل پر پڑتا ہے۔ عالمِ اسلام کو زیادہ نقصان اسی فلسفہ نے پہنچایا ہے اور مسلمانوں کو اسلام سے دُور پھینک کر اسے مغرب کے نقشِ قدم پر چلا دیا ہے اور اس میں ایک ایسی روح بھر دی ہے کہ وہ مغربی تہذیب و تمدّن اور مغربی فلسفہ کو اسلامی تہذیب و تمدّن اور قرآنی معارف پر ترجیح دیتا ہے اور یہ ایک ایسا نقصان ہے کہ جس کی تلافی آہنی ہتھیاروں سے پہنچائے ہوئے نقصان سے زیادہ مشکل ہے۔ سچ ہے ؎

جراحات السنان لها التیام
ولا یلتام ما جرح اللسان

یعنی نیزوں کے زخم تو مندمل ہوجاتے ہیں لیکن زبان کے زخم مشکل سے مندمل ہوتے ہیں

قرآن کریم کے اسلوب بیان کے پیشِ نظر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود قرآن کریم لفظ "تُکَلِّمُ" کے معنے کلام کو پہلا درجہ دیتا ہے کیونکہ آگے فرمایا۔ ووقع القول علیهم بما ظلموا فهم لا ینطقون یعنی جب یہ بڑھ بڑھ کے باتیں بنانے والے مستوجب سزا ٹھہر کر سزا پائیں گے تو پھر اُن میں بات کرنے کی سکت نہ رہے گی اور سارا فلسفہ دھرا دھرا یا رہ جائے گا۔ لہٰذا یہ "لا ینطقون" کے الفاظ لفظ "تُکَلِّمُ" کے معنی کلام کو ترجیح دینے کا فائدہ پہنچاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کے متعلق "یکلّم الناس" کے الفاظ رکھے گئے ہیں۔ کیونکہ مسیح کا کلام دجال کے لادینی فلسفہ کو کھا جائے گا۔

پھر بائبل میں یاجوج ماجوج کی عیاری اور فریب کاری کی روش کو دانی ایل باب ۱۱ میں مندرجہ ذیل الفاظ میں دکھایا گیا ہے :۔

"ان دونوں بادشاہوں کے دل شرارت کی طرف مائل ہوں گے۔ وہ ایک ہی دستر خوان پر بیٹھ کر جھوٹ بولیں گے پر کامیابی نہ ہوگی کیونکہ خاتمہ مقررہ وقت پر ہوگا۔"

حدیث شریف میں بھی ان کے متعلق کہا گیا ہے کہ ان کی زبانیں شہد سے زیادہ شیریں ہوں گی لیکن دل بھیڑیوں کی طرح ہوں گے۔

یاجوج ماجوج کی تباہی

اس کے متعلق بھی بہت سی پیشگوئیاں موجود ہیں۔ اس تباہی کے اکثر اسباب اب مہیا ہو چکے ہیں اور کچھ ہو رہے ہیں اور تباہی کے ابتدائی آثار بھی ظاہر ہو چکے ہیں ؎

اشارے دستِ قدرت کے نمایاں ہوتے جاتے ہیں
خدا کے دین کی نصرت کے ساماں ہوتے جاتے ہیں

بائیبل میں لکھا ہے کہ :-

"تو اپنی جگہ سے شمال کی دور اطراف سے آئے گا تو اور بہت سے لوگ تیرے ساتھ جو سب کے سب گھوڑوں پر سوار ہوں گے ایک بڑی فوج اور بھاری لشکر۔ تو میری اُمت اسرائیل کے مقابلے کو نکلے گا اور زمین کو بادل کی طرح چھپا لے گا۔ یہ آخری دنوں میں ہوگا۔ اور میں تجھے اپنی سرزمین پر چڑھا لاؤنگا تاکہ قومیں مجھے جانیں جس وقت میں اے جوج اُن کی آنکھوں کے سامنے تیری تقدیس کراؤں۔ خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ کیا تو وہی نہیں جس کی بابت میں نے قدیم زمانہ میں اپنے خدمتگزار اسرائیلی نبیوں کی معرفت جنہوں نے اُن ایام میں سالہا سال تک نبوت کی فرمایا تھا کہ میں تجھے اُن پر چڑھا لاؤں گا اور یوں ہوگا کہ اُن ایام میں جب جوج اسرائیل کی مملکت پر چڑھائی کریگا تو میرا قہر میرے چہرے سے نمایاں ہوگا۔ خداوند خدا فرماتا ہے کیونکہ میں نے اپنی غیرت اور آتش قہر میں فرمایا کہ یقیناً اس روز اسرائیل کی سرزمین میں سخت زلزلہ آئیگا۔ یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں اور آسمان کے پرندے اور میدان کے چرندے اور سب کیڑے مکوڑے جو زمین پر رینگتے پھرتے ہیں اور تمام انسان جو رُوئے زمین پر ہیں میرے حضور تھرتھرائیں گے اور پہاڑ گر پڑیں گے اور کراڑے بیٹھ جائیں گے اور ہر ایک دیوار زمین پر گر پڑیگی اور میں اپنے سب پہاڑوں سے اس پر تلوار طلب کرونگا۔ خداوند خدا فرماتا ہے اور ہر ایک انسان کی تلوار اسکے بھائی پر چلے گی اور میں دبا بھیج کر اور خونریزی کرکے اسے سزا دونگا اور اس پر اور اسکے لشکروں پر اور اُن بہت سے لوگوں پر جو اُس کے ساتھ ہیں شدت کا مینہ اور بڑے اولے اور آگ اور گندھک برساؤں گا اور اپنی بزرگی اور اپنی تقدیس کراؤں گا اور بہت سی قوموں کی نظروں میں مشہور ہونگا اور وہ جانیں گے کہ خداوند میں ہوں۔" (حزقیل باب ۳۸)

پھر لکھا ہے کہ :-

"ساتویں (فرشتے) نے اپنا پیالہ ہوا پر الٹا اور مقدس کے تخت کی طرف سے بڑے زور سے یہ آواز آئی کہ ہو چکا۔ پھر بجلیاں اور آوازیں اور گرجیں پیدا ہوئیں اور ایک ایسا بڑا بھونچال آیا کہ جب سے انسان زمین پر پیدا ہوئے ایسا بڑا اور سخت بھونچال کبھی نہ آیا تھا۔ اور اس بڑے شہر کے تین ٹکڑے ہوگئے اور قوموں کے شہر گر گئے ...

... اور ہر ایک ٹاپو اپنی جگہ سے ٹل گیا اور

پہاڑوں کا پتہ نہ لگا اور آسمان سے آدمیوں پہ من من بھر کے بڑے بڑے اولے گرے۔" (مکاشفہ باب ۱۶)

پھر لکھا ہے:-

"اور جب ہزار برس پورے ہو چکیں گے تو شیطان قید سے چھوڑ دیا جائیگا اور اُن قوموں کو جو زمین کی چاروں طرف ہونگی یعنی یاجوج ماجوج کو گمراہ کر کے لڑائی کے لئے جمع کرنے کو نکلے گا۔ اُن کا شمار سمندر کی ریت کے برابر ہوگا اور وہ تمام زمین پر پھیل جائیں گی اور مقدسوں کی لشکرگاہ اور عزیز شہر کو چاروں طرف سے گھیر لیں گی اور آسمان پر سے آگ نازل ہو کر اُن کو کھا جائے گی۔" (مکاشفہ باب ۲۰)

اِس حوالے میں ہزار سال سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے ہزار سال ہیں اور عزیز شہر اسلامیوں کا مرکز مکہ معظمہ ہے جس میں بیت اللہ الحرام یعنی خانہ کعبہ ہے۔ اور بیت الحرام کے معنے عزت والے اور حرمت والے گھر کے ہیں لہذا "عزیز شہر" اور "مقدسوں کی لشکرگاہ" سے مراد عالمِ اسلام ہے۔

پھر حزقیل باب ۳۹ میں لکھا ہے کہ:-

"پس اے آدم زاد تو جوج کے خلاف نبوت کر اور کہہ کہ خداوند خدا یوں فرماتا ہے۔ دیکھ اے جوج روش اور مسک اور توبل کے ... تاجدار میں تیرا مخالف ہوں اور میں تجھے پھرا دونگا اور تجھے لئے پھرونگا اور شمال کی دور اطراف سے چڑھا لاؤنگا اور تجھے اسرائیل کے پہاڑوں پر پہنچاؤنگا اور تیری کمان تیرے بائیں ہاتھ سے چھڑا دونگا اور تیرے تیر تیرے داہنے ہاتھ سے گرا دونگا۔ تو اسرائیل کے پہاڑوں پہ اپنے سب لشکر اور حمائتیوں سمیت گر جائیگا ...... اور میں ماجوج پر اور اُن پر جو بحری ممالک میں سکونت کرتے ہیں آگ بھیجوں گا اور وہ جانیں گے کہ میں خداوند ہوں۔ اور میں اپنے مقدس نام کو اپنی اُمت اسرائیل پر ظاہر کرونگا ...... اور قومیں جانیں گی کہ میں خداوند اسرائیل کا قدوس ہوں۔ دیکھ وہ پہنچا اور وقوع میں آیا۔ خداوند فرماتا ہے یہ وہی دن ہے جس کی بابت میں نے فرمایا تھا تب اسرائیل کے شہروں کے بسنے والے آگ لگا کر ہتھیاروں کو جلائیں گے یعنی سپروں اور بھریوں کو۔ کمانوں اور تیروں کو اور بھالوں اور برچھیوں کو اور وہ سات برس تک اُنکو جلاتے رہیں گے یہاں تک کہ نہ وہ میدان سے لکڑی لائینگے اور نہ جنگلوں سے کاٹیں گے کیونکہ وہ ہتھیار ہی جلائیں گے اور وہ اپنے لوٹنے والوں کو لوٹیں گے اور اپنے غارت کرنے والوں کو غارت کریں گے خداوند خدا فرماتا ہے۔"

اِس حوالے میں اسرائیل سے مراد نیک لوگ ہیں مسیح موعود کی جماعت کو بھی بنی اسرائیل قرار دیا گیا ہے اور پھر جن ہتھیاروں کا ذکر کیا گیا ہے ضروری نہیں کہ وہی ہتھیار ہوں۔ مراد آلاتِ حرب ہیں خواہ وہ کسی قسم کے ہوں۔

اِن حوالجات کے بعد اب حدیث شریف اور قرآن کریم کے چند حوالجات ملاحظہ ہوں۔ حدیث کی کتاب ترمذی شریف باب "فتنہ دجال" میں لکھا ہے ویبعث اللہ یاجوج و ماجوج وھم کما قال اللہ من کل حدب ینسلون۔ قال ویمر اولھم ببحیرۃ الطبریۃ فیشرب ما فیھا ثم یمر بھا اخرھم فیقولون لقد کان بھذہ

مرّۃً ماءٌ ثمّ یسیرون حتّٰی ینتھوا الی جبل بیت المقدس فیقولون لقد قتلنا من فی الارض فھلمّ فلنقتل من فی السماء فیرمون بنشابھم الی السّماء فیرد اللّٰہ علیھم نشابھم محمراً دماً ویحاصر عیسیٰ بن مریم واصحابہ حتّٰی یکون رأس الثور یومئذٍ خیراً لھم من مائۃ دینارٍ لاحدکم الیوم قال فیرغب عیسیٰ بن مریم الی اللّٰہ واصحابہ قال فیرسل اللّٰہ علیھم النغف فی رقابھم فیصبحون فرسیٰ موتیٰ کموت نفسٍ واحدۃٍ قال ویھبط عیسیٰ واصحابہ فلا یجد موضع شبرٍ الا وقد ملأتہ زھمتھم ونتنھم ودماؤھم قال فیرغب عیسیٰ الی اللّٰہ واصحابہ قال فیرسل اللّٰہ علیھم طیراً کاعناق البخت فتحملھم وتطرحھم بالمھبل ویستوقد المسلمون من قسیھم ونشابھم وجعابھم سبع سنین " یعنی پھر اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو کھڑا کریگا اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وھم من کلّ حدبٍ ینسلون" کے مصداق ہونگے اور وہ اتنے زیادہ ہونگے کہ اُن کا اگلا حصہ بحیرہ طبریہ کے پاس سے گزریگا تو اُس کا سارا پانی پی جائے گا۔ پھر اُن کا آخری حصہ جب اُسی جگہ سے گزریگا تو وہ کہے گا کہ یہاں تو کبھی پانی ہوا کرتا تھا۔ پھر وہ آگے بڑھیں گے اور بیت المقدس کے پہاڑ پر جا پہنچیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے زمین کے لوگوں کو تو قتل کر دیا ہے آؤ اب اُن کو قتل کریں جو آسمان میں ہیں۔ پھر وہ آسمان کی طرف تیر چھوڑیں گے اور اللہ تعالیٰ انکے تیروں کو خون آلودہ کرکے واپس بھیجے گا نیز عیسیٰ بن مریم اور ان کے ساتھیوں کا محاصرہ کیا جائیگا یہاں تک کہ ایک بیل کا سر اُن کے لئے اس سے کہیں بہتر ہوگا جتنے کہ آج تم میں سے کسی کو سَو دینار پیارے ہوں۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے اور اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کر دیگا۔ سو وہ سب صبح کو اس طرح مرے پڑے ہونگے جیسے کہ کوئی ایک شخص مر جاتا ہے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام اُتریں گے (یعنی اُن پہاڑیوں سے جہاں انہوں نے پناہ پائی تھی) وہ کوئی جگہ ایسی نہ پائیں گے جو یاجوج ماجوج کی گندگی، بدبو اور خون سے خالی ہو۔ اس پر (حضرت) عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور اُن کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے۔ تب اللہ تعالیٰ لمبی گردن والے اونٹ جیسے پرندے بھیجے گا اور وہ انہیں اُٹھا کر غاروں میں پھینک دینگے اور مسلمان اُنکی کمانوں، تیروں اور ترکشوں سے سات سال تک آگ جلاتے رہیں گے۔"

اس روایت میں آسمان سے تیروں کے خون آلودہ ہو کر واپس آنے کا جو ذکر ہے اس میں ایک لطیف اشارہ ہے اور وہ یہ کہ یاجوج اپنے راکٹ آسمان پر چھوڑ کر اپنے اس دعویٰ میں اَور بھی مضبوط ہو جائیں گے کہ کوئی خدا موجود نہیں ہے۔ اور وہ پھر اعلان کریں گے کہ اے خدا کو ماننے والو! ہم نے اپنے راکٹ چھوڑ کر آسمان کو دیکھ لیا ہے وہاں کوئی خدا موجود نہیں۔ لہٰذا آج تمہارا موہوم خدا ہمارے ہاتھوں مقتول ہو چکا ہے۔

اور پھر دوسری جہت سے تیروں کے خون آلودہ ہو کر واپس ہونے میں یہ اشارہ ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ اُنہی تیروں کو جو یاجوج اسے قتل کرنے کے ارادے سے چھوڑیگا خون آلودہ کرکے واپس کر دیگا اور یہ اس بات کی علامت ہوگی

کہ اے یاجوج تو جن تیروں سے مجھے قتل کرنا چاہتا ہے میں انہی تیروں کو تیرے خون سے رنگین کروں گا۔ اور بڑے بڑے پرندوں سے مراد علاوہ پرندوں کے ہوائی جہاز بھی ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یاجوج ماجوج کے عبرتناک انجام پر روشنی ڈالنے کے لئے اصحابِ فیل کے واقعہ کو بیان فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ جس طرح اصحابِ فیل کو طیرا ابابیل نے تباہ کیا تھا اسی طرح آئندہ البیت الحرام کے دشمنوں کو اللہ تعالیٰ طیاروں یعنی ہوائی جہازوں کے حملوں سے تباہ کریگا اور پھر جس طرح اصحابِ فیل وبا سے تباہ ہو گئے تھے اسی طرح یہ لوگ بھی وباؤں وغیرہ سے تباہ کئے جائیں گے۔

اب قرآن کریم کی پیشگوئیاں بھی ملاحظہ ہوں سورۃ انبیاء میں ارشاد ہے۔ وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ یعنی یہ ناممکن ہے کہ کوئی بستی جسے ہم ہلاک کر چکے ہیں (پھر اس جہان میں) رجوع کرے حتیٰ کہ جب یاجوج و ماجوج کو کھول دیا جائیگا اور وہ ہر نشیب و فراز سے دوڑ پڑیں گے اور وہ وعدہ جو اٹل ہے قریب آجائیگا تو اسوقت ناشکرے انسانوں کی آنکھیں کھل جائیں گی اور وہ بے اختیار کہہ اٹھیں گے کہ وائے مصیبت ہم تو اس حقیقت سے بالکل غافل تھے اور صرف یہی نہیں بلکہ ہم ظالم بھی تھے۔

اس آیت میں "لا یرجعون" کے یہ معنے نہیں ہیں کہ یاجوج و ماجوج کے کھل جانے پر تمام ہلاک شدہ قومیں اپنے اجسام کے ساتھ دنیا میں دوبارہ زندہ ہو جائیں گی بلکہ مراد یہ ہے کہ جب یاجوج و ماجوج کا ظہور ہوگا تو وہ زمانہ رجعت بروزی کا زمانہ ہوگا۔ یعنی ایک طرف تو تمام ہلاک شدہ قوموں کے گناہ دوبارہ اس دنیا میں اپنے انتہائی نقطہ تک پہنچ کر دوبارہ عود کر آئیں گے اور دوسری طرف ان ہلاک شدہ قوموں کے ناصح انبیاء کی روحانی طاقتیں انتہائی جوش میں آجائیں گی اور اس صورتِ حالات کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پہلے اہلِ کفر پر ہمہ گیر تباہی آئے گی اور پھر اہلِ ایمان کو ہمہ گیر غلبہ نصیب ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اسی سورہ انبیاء کے شروع میں فرمایا اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝ یعنی لوگوں کے حساب کتاب کا وقت سر پہ آپہنچا ہے مگر وہ غفلت اور ناعاقبت اندیشی کے باعث بے رخی کا شکار ہیں۔ پھر فرمایا مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ۔ یعنی ان سے پہلے ہم نے جن بستیوں کو ہلاک کیا تھا وہ کفر پر اصرار کرنے اور انبیاء کی بات نہ ماننے کے باعث ہلاک کی گئی تھیں۔ سو اب یہ کیونکر ممکن ہے کہ یہ لوگ فوراً ایمان لے آئیں لہذا یہ غافل بھی جب تک عذاب میں مبتلا نہ کئے جائیں گے اس وقت تک متوجہ نہ ہوں گے اور اگر عذاب بھی انہیں متوجہ نہ کرسکا تو پھر سابقہ اقوام کی طرح ہلاک کر دیئے جائینگے۔ لہذا اس آیت کی روشنی میں اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ انّھم لا یؤمنون یعنی دنیا کے لوگ اسوقت تک اسلام کی طرف رجوع نہیں کریں گے۔ جب تک کہ یاجوج و ماجوج کی ہلاکت ان کی آنکھیں کھول دے۔ اس موقع پر یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ قرآن کریم کی تمام

سو ہیں زمانے کو اپنے کلمات کے مطابق چلا رہی ہیں اور وہ باوجود ہمہ گیر ہونے کے اپنے اندر کسی خاص زمانے کی خصوصیات کو بھی لئے ہوتے ہیں۔ سورۂ انبیاء کا تعلق چودھویں صدی ہجری اور اس کے بعد کے زمانہ سے ہے۔

آخری انجام

اب اس حقیقت کے واضح ہو جانے کے بعد کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیریں یاجوج و ماجوج کی تدبیروں کو خاک میں ملا کر ان کو مٹانے پر تلی کھڑی ہیں۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس قیامت نما زلزلہ کے بعد دنیا کا مستقبل کیا ہوگا۔ آیا دنیا خدا تعالیٰ کی منکر ہو جائے گی یا تین خدا مانیگی یا لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ کی قائل ہو جائے گی؟ سو اس بارے میں قرآن کریم اور احادیث میں بہت سی پیشگوئیاں موجود ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ آور تو اور مغربی اقوام بھی جو تثلیث پرست ہیں لا الٰہ الّا اللہ کی قائل ہو جائیں گی اور تثلیث پر توحید غالب آ جائے گی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرق و مغرب میں مقام محمود حاصل ہو جائے گا اور یہ وہ حقیقت ہے جس کے ظاہر ہو کر رہنے کے نہ صرف قرآن و حدیث مدعی ہیں بلکہ بائیبل میں بھی اس کی تصدیق میں متعدد حوالے پائے جاتے ہیں۔ مکاشفہ یوحنا عارف کا بیشتر حصہ اسی حقیقت کے اظہار کے لئے وقف ہے لیکن اس وقت طوالت سے بچنے کے لئے صحفِ سماوی کے صرف چند حوالجات پیش کئے جاتے ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دین اسلام تمام ادیان پر غالب آ جائے گا۔ نیز یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ جس مبارک وجود کے ذریعے یہ انقلاب آئے گا وہ مبارک وجود اس زمانے میں پیدا ہوگا اور کہاں پیدا ہوگا۔ چنانچہ دانیال نبی کی کتاب میں لکھا ہے کہ :-

"پھر میں دانی ایل نے نظر کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ دو شخص اور کھڑے تھے ایک دریا کے اس کنارے پر اور دوسرا دریا کے اس کنارے پر اور میں نے اس شخص سے جو کتانی لباس پہنے تھا اور دریا کے پانی پر کھڑا تھا پوچھا کہ ان عجائب کے انجام تک کتنی مدت ہے۔ اس شخص نے جو کتانی لباس پہنے تھا اور دریا کے پانی کے اوپر کھڑا تھا۔ دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر حیّ القیوم کی قسم کھائی اور کہا کہ ایک دَور اور دَور اور نیم دَور۔

اور جب وہ مقدس لوگوں کے اقتدار کو نیست و نابود کر چکیں گے تو سب کچھ پورا ہو جائیگا۔ اور میں نے سُنا پر سمجھ نہ سکا تب میں نے کہا اے میرے خداوند ان کا انجام کیا ہوگا۔ اس نے کہا اے دانی ایل تو اپنی راہ لے کیونکہ یہ باتیں آخری وقت تک بند و سر بمہر رہیں گی اور بہت لوگ پاک کئے جائیں گے اور صاف و براق ہونگے لیکن شریر شرارت کرتے رہیں گے اور شریروں میں سے کوئی نہ سمجھیگا پر دانشور سمجھیں گے اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور وہ اُجاڑنے والی مکروہ چیز نصب کی جائے گی ایک ہزار دو سو نوّے دن ہونگے۔ مبارک ہے وہ جو ایک ہزار تین سو پینتیس روز تک انتظار کرتا ہے۔ تو اپنی راہ لے جب تک کہ مدت پوری نہ ہو کیونکہ تو آرام کریگا اور ایام کے اختتام پر اپنی میراث میں اُٹھ کھڑا ہوگا۔"

اِس حوالے میں اُس مبارک وجود کے زمانہ کی نشاندہی کی گئی ہے کہ جس کی آمد سے پہلے مقدس لوگوں یعنی مسلمانوں کے اقتدار کو یاجوج و ماجوج یا دابۃ الارض اور دجال نے نیست و نابود کر دینا تھا اور جس کے وصال کے بعد خود یاجوج ماجوج، دابۃ الارض اور دجال کا نیست و نابود ہونا مقدر تھا۔ اس حوالے میں ایک دَور، دَور اور نیم دَور سے مراد ایک ہزار سال اور دو سو سال اور پچاس سال کا زمانہ ہے جس کی طرف قرآن شریف میں "لیالٍ عشر" یعنی دس صدیاں اور "والشفع" یعنی دو صدیاں اور پھر "والوتر" اور ایک صدی کے الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے اور حدیث شریف میں الآیات بعد المائتین یعنی "عجائب" آیات کا زمانہ بارہ سو سال کے بعد شروع ہوگا۔ گویا دانیال کے ان الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدائش کے سال کی تعیین کی گئی یعنی وہ ۱۲۵۰ھ ہجری میں پیدا ہونگے اور اسی حقیقت کو مکاشفہ یوحنا عارف میں ظہورِ نبوی کے زمانہ سے ۱۲۶۰ سال کی تعیین کی گئی ہے۔ اور پھر اسی حوالہ میں ۱۲۹۰ سال کا حوالہ دیکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چالیس سال کی عمر اور بعثت کا وقت دکھایا گیا ہے اور پھر ۱۳۳۵ سال تک انتظار کرنے کی ہدایت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کا سن دکھایا گیا ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پورے ۱۳۳۵ سال بعد مرفوع الی اللہ ہوئے کیونکہ حضور کا وصال ۱۳۲۶ھ ہجری میں ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ظہور ہجرت سے نو دس سال پہلے ہوا کیونکہ مکی زندگی کی نبوت کا کل عرصہ بارہ تیرہ سال کے مابین ہے اور نبوت کے ابتدائی تین چار سال اخفاء کے ہیں۔

نیز دانیال نبی کے الفاظ میں اِس حقیقت کو بھی ظاہر کر دیا گیا ہے کہ جب وہ مبارک وجود آئے گا تو تمام انبیاء الٰہی میراث میں اُٹھ کھڑے ہوں گے گویا اُن کا زمانہ بعثت بروزی کا زمانہ ہوگا اور اس کی آمد "زندہ شد ہر نبی بآمدنم" کی مصداق ہوگی۔

حضرت دانیال کی اِس پیشگوئی کے بعد اب حضرت یسعیاہ کی پیشگوئی بھی ملاحظہ ہو۔ اس پیشگوئی میں اُس ملک کی نشاندہی کی گئی ہے جس ملک میں موعود اقوامِ عالم نے پیدا ہونا تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"آہ بہت سے لوگوں کا ہنگامہ ہے جو سمندر کے شور کی مانند شور مچاتے ہیں اور اُمتوں کا دھاوا بڑے سیلاب کے ریلے کی مانند ہے اُمتیں سیلاب کی طرح آ پڑیں گی پر وہ ان کو ڈانٹے گا اور وہ دُور بھاگ جائیں گی اور اس بھوسے کی طرح جو ٹیلوں کے اُوپر آندھی سے اُڑتا پھرے اور اس گرد کی مانند جو بگولے میں چکر کھاتے رگیدی جائے گی۔ شام کے وقت تو ہیبت ہے صبح ہونے سے پیشتر وہ نابود ہیں۔ یہ ہمارے غارتگروں کا حصہ اور لوٹنے والوں کا بخرہ ہے۔ آہ! پرندوں کے پروں کے پھڑپھڑانے کی سرزمین جو کوش کی ندیوں کے پار ہے جو دریا کی راہ سے بردی کی کشتیوں میں سطحِ آب پر ایلچی بھیجتی ہے۔ اے تیز رفتار ایلچیو اس قوم کے پاس جاؤ جو زورآور

اور خوبصورت ہے۔ اس قوم کے پاس جو ابتدا ہی
سے اب تک مہیب ہے۔ ایسی قوم جو زبردست
اور فتحیاب ہے۔ جس کی زمین ندیوں میں منقسم
ہے۔ اے جہان کے تمام باشندو اور اے
زمین کے رہنے والو! جب پہاڑوں پر جھنڈا[1]
کھڑا کیا جائے تو دیکھو اور جب نرسنگا پھونکا
جائے تو سنو۔ (اس وقت) ایک ہدیہ ربّ الافواج
کے نام کے مکان پر جو کوہ صیہون ہے بھیجا جائیگا"

(یسعیاہ باب ۱۸)

اس حوالے میں کوش کے پار جو ملک بتایا گیا ہے اس سے مراد ہندوستان ہے کسی زمانہ میں یہ کوش جس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسلاف بھی تشریف لائے ہندوستان کا ایک صوبہ تھا۔ بائبل کی کتاب آستر کی پہلی اور دوسری آیت میں اسی کوش کو ہندوستان کا صوبہ دکھایا گیا ہے اور اسی کوش اور ہندوستان کے درمیان کوہ "ہندو۔کوش" حدِ فاصل بنا ہوا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اس حوالے میں جس وجود کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے اس نے ہندوستان میں پیدا ہونا تھا۔ اور پھر آگے اسی حوالے میں اس صوبے کی بھی تعیین کر دی گئی ہے کہ جس صوبہ میں اس نے پیدا ہونا تھا اور بتایا گیا ہے کہ جس کی زمین ندیوں میں منقسم ہے گویا مراد پنجاب ہے اور پہاڑوں پر جھنڈا کھڑا کئے جانے کی علامت بھی نہایت عجیب ہے۔ اب قادیان ثانی یعنی ربوہ جہاں آباد ہوا ہے وہ پہاڑیوں کی سرزمین ہے اور فلسطین میں جماعت احمدیہ کا مرکز جبل الکرمل یعنی کوہِ کرمل پر ہے اور کرمل سے مراد کرم اللہ یا کرم ایل یعنی اللہ کا کرم ہے۔ اور یہ وہ علاقہ ہے جہاں صیہونیت کا تسلط ہے۔

اس کے بعد اب حضرت زکریا نبی کی پیشگوئی بھی ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"ایک دن ایسا آئے گا جو خداوند ہی کو
معلوم ہے۔ وہ نہ دن ہوگا نہ رات لیکن شام
کے وقت روشنی ہوگی اور اس روز یروشلم سے
آبِ حیات جاری ہوگا جس کا آدھا بحرِ مشرق
کی طرف بہے گا اور آدھا بحرِ مغرب کی طرف۔
گرمی سردی میں جاری رہے گا اور خداوند
ساری دنیا کا بادشاہ ہوگا اور اس کا نام واحد
ہوگا" (زکریا باب ۱۴)

اس پیشگوئی میں جس یروشلم کا ذکر ہے اس سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شہر قادیان ہے جیسے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب نزول المسیح میں اس کے متعلق صراحت فرمایا ہے کہ اس سے مراد قادیان ہے اور یہ تاویل ایک ایسی تاویل ہے کہ جس کی صحت کا ثبوت اسی کتاب زکریا کے ایک دوسرے حوالے سے [illegible] ہے اور وہ حوالہ یہ ہے [illegible]

"ربّ الافواج فرماتا ہے اے تلوار تو میرے
چرواہے یعنی اس انسان پر جو میرا رفیق ہے بیدار

---

[1] اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت ثانیہ میں جبل الکرمل پر مسجد محمود کی تعمیر ہوئی۔ وہاں سے رسالہ البشریٰ کے ذریعہ قوموں کو اسلام کی دعوت دی جا رہی ہے۔ پیشگوئیاں ذوالوجوہ اور اخفا پر مشتمل ہوتی ہیں۔ (ابوالعطاء)

ہو جدا ہے گو یا کہ گلّہ پراگندہ ہو جائے اور میں چھوٹوں پر ہاتھ چلاؤں گا اور خداوند فرماتا ہے سارے ملک میں دو تہائی قتل کئے جائیں گے اور مریں گے لیکن ایک تہائی بچ رہیں گے اور میں اس تہائی کو آگ میں ڈال کر چاندی کی طرح صاف کروں گا اور سونے کی طرح تاؤں گا۔ میں کہوں گا یہ میرے لوگ ہیں اور وہ کہیں گے خداوند ہی ہمارا خدا ہے" (زکریا باب ۱۳)

اِس حوالے میں اُن تمام فتنوں کی طرف اشارہ ہے جو آج تک مسلمانوں کی خونریزی کے لئے اٹھائے گئے ہیں جن میں وہ فسادات خاص طور پر شامل ہیں جو ۱۹۴۷ء میں رونما ہوئے اور جو مسلمانوں کے خلاف انگریزوں، ہندوؤں اور سکھوں کی باہمی سازش کا نتیجہ تھے۔ ان فسادات کی طرف اشارہ کرنے والے اسی نبی زکریا کے ذیل کے الفاظ بھی ملاحظہ ہوں :-

"دیکھ خداوند کا دن آتا ہے جب تیرا مال لوٹ کر تیرے اندر بانٹا جائے گا کیونکہ میں سب قوموں کو جمع کروں گا کہ یروشلم (یعنی مسیح موعود کے شہر) سے جنگ کریں۔ اور شہر لے لیا جائے گا اور گھر لوٹے جائیں گے اور عورتیں بے حرمت کی جائیں گی اور آدھا شہر اسیری میں جائے گا لیکن باقی لوگ شہر ہی میں رہیں گے۔ تب خداوند خروج کرے گا اور ان قوموں سے لڑے گا جیسے جنگ کے دن لڑا کرتا تھا ...... اور خداوند یروشلم ...

جنگ کرنے والی سب قوموں پر یہ عذاب نازل کرے گا کہ کھڑے کھڑے ان کا گوشت سوکھ جائے گا اور اُن کی آنکھیں چشم خانوں میں گل جائیں گی اور اُن کی زبان اُن کے منہ میں سڑ جائے گی اور اس روز خداوند کی طرف سے اُن کے درمیان بڑی ہل چل ہوگی ... اور یروشلم لڑنے والی قوموں میں سے جو بچ رہیں گے سال بسال بادشاہ ربّ الافواج کو سجدہ کرنے اور عید خیام منانے کو آئیں گے۔"

اِس حوالے میں تمام باتیں واضح ہیں پیشگوئیوں میں اختفاء بھی ہوتا ہے اور ان کے الفاظ بہت وسیع معانی پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس جگہ "سال بسال" آنے سے مراد ایک تو حج کے لئے خانہ کعبہ کی طرف جانا ہے اور دوسرے جلسہ سالانہ پر مسیح موعود کی بستی میں حاضر ہونا ہے پھر مکاشفہ باب ۲۱ میں لکھا ہے :-

"پھر میں نے نئے آسمان اور نئی زمین کو دیکھا کیونکہ پہلا آسمان اور پہلی زمین جاتی رہی تھی اور سمندر بھی نہ رہا (یعنی یاجوج و ماجوج جو خشکی اور تری پر چھائے ہوئے تھے ختم ہو چکے تھے) پھر میں نے شہر مقدس نئے یروشلم کو آسمان پر سے خدا کے پاس سے اُترتے دیکھا اور وہ اس دلہن کی مانند آراستہ تھا جس نے اپنے شوہر کے لئے سنگار کیا ہو۔ پھر میں نے تخت میں سے کسی کو بلند آواز سے کہتے سُنا کہ دیکھ خدا کا خیمہ آدمیوں

کے درمیان ہے اور وہ اُن کے ساتھ سکونت کرے گا اور وہ اس کے لوگ ہوں گے اور خدا آپ اُن کے ساتھ رہے گا اور اُن کا خدا ہوگا اور وہ اُن کی آنکھوں کے سب آنسوؤں کو پونچھ دے گا۔ اس کے بعد نہ موت رہیگی اور نہ ماتم رہے گا نہ آہ و نالہ نہ درد۔ پہلی چیزیں جاتی رہیں گی اور جو تخت پر بیٹھا ہُوا تھا اُس نے کہا دیکھ میں سب چیزوں کو نیا بنا دیتا ہوں ..... میں پیاسے کو آبِ حیات کے چشمے سے مفت پلاؤں گا۔"

اِس حوالے میں بھی نئے یروشلم سے مراد عالَمِ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا مرکز قادیان ہے۔

قرآنی آیات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ چودھویں صدی ہجری زلزلۃ الساعۃ کی صدی ہے اور پندرھویں صدی رُبع اوّل کے بعد اسلامی فتوحات کی صدی ہے۔ اِس صدی میں انسانیت پر بارانِ رحمت برسنا شروع ہو جائے گا اور جو قومیں روحانی طور پر مُردہ ہو چکی ہیں وہ زندہ کی جائینگی حتیٰ کہ مغرب میں بھی آفتابِ اسلام چمک اُٹھے گا اور تثلیث پر توحید غالب آجائے گی اور زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اُٹھے گی اور یہ سارا انقلاب اُس مبارک وجود کی پرسوز دعاؤں اور مخلصانہ مساعی کے نتیجہ میں ظاہر ہوگا جو ملک ہندوستان کے صوبہ پنجاب میں تیرھویں صدی کے وسط میں پیدا ہُوا اور چودھویں صدی کے ربع اوّل تک وفات پا گیا۔ ہاں اس کی آواز صورِ اسرافیل ہے جس سے مُردے زندہ ہو جائیں گے اور جو صدیوں سے قبروں میں پڑے تھے وہ قبروں سے باہر نکل آئیں گے اور خدائے رحمٰن و رحیم کی رحمت سے شیطان رجیم یعنی دابۃ الارض یا ثعبان مبین مرحوم ہو کر ختم ہو جائے گا۔ تب ایک مذہب اسلام ہوگا اور ایک ہی پیشوا (حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگا۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین +

میرے ماموں جان اور انکی یادگار

(از عزیزم مولوی عطاء الرحمٰن صاحب طاہر مولوی فاضل کراچی)

اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے میرے ماموں جان حاجی مولوی محمد الدین صاحب ۴ر نومبر ۱۹۴۳ء کو افریقہ کے لئے قادیان سے روانہ ہوئے تھے مگر مشیتِ ایزدی کہ اُن کا جہاز جس میں وہ سفر کر رہے تھے ۱۹ر نومبر اور ۲۰ر نومبر کی درمیانی شب کسی حادثہ سے تباہ ہو گیا اور میرے ماموں حاجی مولوی محمد الدین صاحب شہید ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

روانگی سے چند ماہ قبل ۱۲ر اپریل ۱۹۴۲ء کو ان کی شادی جناب بابو عبدالغنی صاحب انبالوی مرحوم کی لڑکی سے ہوئی تھی جن کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے ۱۲ر فروری ۱۹۴۳ء کو ایک لڑکا عطا کیا جس کا نام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے جمال الدین تجویز فرمایا۔ آج وہ لڑکا میٹرک پاس کرنے کے بعد کراچی شپ یارڈ میں بطور اپرنٹس ٹریننگ لے رہا ہے۔ اس کا عرصہ تربیت چار سال ہے جس میں سے قریباً دو سال گذر چکے ہیں۔ احبابِ جماعت سے اس کی دینی و دنیوی ترقیات کیلئے دعائی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے خاص فضلوں سے نوازے اور اپنے والد کے نقش قدم پر چلائے۔ آمین +

من انصاری الی اللہ

«تحریری مناظرہ»

سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے تحریر فرمایا ہے کہ :-

"محترم مولوی ابوالعطاء صاحب خدا کے فضل سے ہماری جماعت کے ایک ممتاز عالم ہیں جو مسیحیت کا خاص مطالعہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ ان کے "مباحثہ مصر" کے متعلق میرا مختصر سا ریویو کچھ عرصہ ہؤا شائع ہو چکا ہے۔ اب انہوں نے مجھے اپنا وہ تحریری مناظرہ بھجوایا ہے جو کچھ عرصہ ہؤا ان کے اور عیسائیوں کے مشہور مناظر پادری عبدالحق صاحب چندی گڑھ انڈیا کے درمیان الوہیت مسیح کے عقیدہ کے متعلق تحریری طور پر ہؤا تھا۔ اس مناظرہ میں خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے حضرت کاسر الصلیب علیہ السلام یعنی مسیح محمدی کے شاگرد کو نمایاں فتح عطا کی اور پادری عبدالحق صاحب یہ مناظرہ درمیان میں ہی نامکمل چھوڑ کر کنارہ کشی اختیار کر گئے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بڑا کام کسر صلیب بھی تھا اور حضور نے مسیحیت کے خلاف شاندار فاتحانہ مجاہدہ کا رنگ پیدا کرکے اپنے مخالفوں تک سے "فتح نصیب جرنیل" کا لقب حاصل کیا اس لئے ہماری جماعت کے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ بھی مسیحیت کے مطالعہ کی طرف خاص توجہ دیں تا کہ دنیا بھر میں کسر صلیب کا کام شاندار رنگ میں پورا ہو جائے۔ میں امید کرتا ہوں کہ مولوی ابوالعطاء صاحب کی یہ کتاب جو تحریری مناظرہ کے نام سے چھپی ہے انشاءاللہ اس کام کے لئے مفید ثابت ہو گی۔ پس دوستوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے تا کہ "کاسر صلیب" کا ہر شاگرد بھی کسر صلیب کے کام میں اپنی توفیق اور طاقت کے مطابق حصہ دار بن جائے۔

خاکسار

۱۷-۳-۶۳　　　مرزا بشیر احمد

تجویز ہے کہ یہ کتاب تعلیم یافتہ عیسائیوں تک ایک ہزار کی تعداد میں مفت بھجوائی جائے۔ جو احباب اس نیک کام میں حصہ لیں گے وہ بڑے ثواب کے مستحق ہوں گے۔ اس وقت تک اس تحریک میں ۲۰۳ کتب احباب ذیل نے خرید کر تقسیم کرائی ہیں (۱) ڈاکٹر عبداللطیف صاحب عدن ۱۰۰ (۲) چوہدری غلام احمد صاحب کراچی ۱۰ (۳) شیخ عبدالحمید صاحب ڈھاکہ ۳۳ (۴) عادل ایاز صاحب راولپنڈی ۲ (۵) الحاج صاحبزادہ محمد امین خان صاحب بنوں ۱ (۶) مرزا عبدالحق صاحب سرگودھا ۳ (۷) بابو قاسم دین صاحب سیالکوٹ ۲۔ جزاھم اللہ خیراً۔ آپ سے بھی درخواست ہے کہ جلد اس کام میں حصہ لیکر ممنون فرماویں۔ قیمت فی نسخہ ڈیڑھ روپیہ ہے۔

خاکسار

ابوالعطاء جالندھری

افریقہ میں تبلیغ اسلام

صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے تاثرات

بے سروسامان مبلغین جماعت احمدیہ کی سرفروشانہ خدمات

اسلامک اکیڈیمی ڈھاکہ میں تقریر کرتے ہوئے صدر مملکت جناب فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے فرمایا :-

"Referring to the spread of Islam in the early days, the President said that it flourished not by force but through the efforts of virtuous and righteous Muslims who set an example of good deeds and actions which inspired other people.

Yet, he said, people came and preached the gospel of Islam. People were inspired by the message of Islam which stressed the existence of one God, equality and universal brotherhood.

"You can see to the phenomenon occuring in Africa where a small band of Muslim missionaries with very little resources are attracting the people to the Islamic fold. A basic attraction of Islam is that it does not recognise colour and race."

"قرون اولی میں اشاعت اسلام کا ذکر کرتے ہوئے صدر نے کہا کہ یہ کسی جبر (طاقت) سے نہیں پھیلا بلکہ نیکوکار اور راستباز مسلمانوں کی کوششوں سے پھیلا۔ جنہوں نے اعلیٰ افعال و کردار کی ایسی مثال قائم کی جس نے دوسرے لوگوں میں بھی (اشاعت اسلام کی) روح پھونک دی ——— انہوں نے کہا کہ لوگ اسلام میں داخل ہوئے اور انہوں نے مذہب اسلام کی اشاعت کی۔ لوگوں میں اس اسلامی پیغام سے ایک نئی روح پیدا ہو گئی جس نے خدائے واحد کے وجود، مساوات اور عالمی اخوت کی تعلیمات پر زور دیا تھا۔ آپ کے سامنے افریقہ میں رونما ہونے والا غیرمعمولی انقلاب ہے جہاں مسلمان مبلغوں کا ایک قلیل گروہ اپنے نہایت محدود وسائل کے ساتھ وہاں کے لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام کر رہا ہے۔ مذہب اسلام میں بنیادی کشش یہ ہے کہ یہ رنگ و نسل کے امتیاز کو تسلیم نہیں کرتا۔"

(پاکستان ٹائمز ۹ مئی ۱۹۶۳ء)

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس گولبازار ربوہ میں چھپا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلّہ

ماہنامہ

الفرقان

ربوہ

جولائی ۱۹۶۳ء

ضروری اعلان

رسالہ الفرقان کا آئندہ شمارہ خاص نمبر "درویشانِ قادیان نمبر" ہوگا جو ڈیڑھ صد صفحات پر مشتمل ہوگا۔ یہ شمارہ اگست اور ستمبر ۶۳ء کا شمارہ ہوگا جو دس ستمبر کو پوسٹ ہوگا۔ اگست کا علیحدہ نمبر شائع نہ ہوگا۔ (تفصیل کے لئے اندر ملاحظہ فرمائیں)

(ایڈیٹر)

ابو العطاء جالندھری

بدل اشتراک

پاکستان و بھارت:- چھ روپے ٭ دیگر ممالک تیرہ شلنگ

"درویشانِ قادیان نمبر"

ایمان افروز تاریخی حقائق اور روح پرور مجاہدانہ قربانیوں کی دستاویز

ملحمۂ ۱۹۴۷ء کے بعد بھارت کے کونے کونے میں مشعلِ ایمان روشن کرنے والے سرفروش مجاہد

ماہنامہ **الفرقان** کا آئندہ شمارہ ایک غیر معمولی خاص نمبر ہے۔ الفرقان کو یہ **سعادت** حاصل ہو رہی ہے کہ وہ **مرکزِ احمدیت، قادیان** میں دھونی رمانے والے **درویشانِ کرام** (اللہ کی ان پر ہمیشہ برکات ہوں) کے مستند، تاریخی اور مکمل حالات ایک نمبر میں شائع کر رہا ہے۔ ۱۹۴۷ء کے ہلاکت خیز انقلاب اور ہجرت کے بعد جو لوگ حضرت **مسیحِ محمدی** علیہ السلام کے خاص درویشوں میں شامل ہو کر، اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر، دن رات آپؑ کے مشن کو پورا کر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا ایک **نشان** ہیں، احمدیت کی صداقت کی منہ بولتی شہادت ہیں، ایسی شہادت جس کے سامنے معاندین کے منہ بھی بند ہو جاتے ہیں۔

ان لوگوں کے **ایمان افروز حالات** کو جاننا، انہیں اپنی اولادوں کو پڑھانا ہر احمدی کا فرض ہے اور غیر از جماعت احباب تک ان حالات کو پہنچانا بھی بہت بڑے تبلیغی فرض کی ادائیگی ہے۔ یہ ایک تربیتی اور تبلیغی بہترین مجموعہ ہے۔

میری درخواست پر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے جملہ حالات و واقعات خود ارسال فرمائے ہیں اور ان کی خاص اجازت سے یہ نمبر مرتب کر کے شائع کر رہا ہوں۔ مقدس مقامات اور خاص اراکین کے فوٹو بھی شامل اشاعت کئے جا رہے ہیں۔ ٹھوس مضامین، ایمان افروز مقالات کے علاوہ بہترین اور ولولہ انگیز نظمیں بھی اس رسالہ میں شائع ہو رہی ہیں ——— ڈیڑھ صد سے زائد صفحات اور ایک درجن سے زائد تاریخی فوٹوؤں پر مشتمل **درویشانِ قادیان نمبر** مورخہ **دس ستمبر ۱۹۶۳ء** کو شائع ہوگا انشاء اللہ العزیز۔

اس خاص نمبر کی عام قیمت **دو روپے** ہوگی۔ رسالہ الفرقان کے خریداروں کو یہ نمبر بھی اُن کی سالانہ قیمت میں ہی ملے گا۔ رسالہ کی سالانہ قیمت **چھ روپے** مقرر ہے۔ نئے خریدار جو پیشگی قیمت سال بھر کے لئے ارسال کر دیں گے انہیں بھی یہ رسالہ اسی قیمت میں ملے گا۔ بقایا دار حضرات کے نام یہ نمبر ارسال نہیں ہوگا وہ جلد اپنا بقایا ادا فرمائیں۔ (ابوالعطاء جالندھری ایڈیٹر الفرقان)